يد الله على الجماعة (ترمذی) لا جماعة إلا بإمارة (دارمی)

حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی رحمہ اللہ
حافظ عبدالقادر روپڑی رحمہ اللہ
حافظ محمد جاوید روپڑی رحمہ اللہ

جماعت اہل حدیث کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہل حدیث لاہور

نگران اعلیٰ: حافظ عارف سلمان روپڑی
مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی

جلد 58 | شمارہ 27 | جمعۃ المبارک 11 تا 17 جولائی 2014ء | فون 042-37656730 | فیکس 042-37659847

زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے جو شخص اسکی فرضیت سے انکار کرے وہ مسلمان نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَآتَوُا الزَّكَوٰةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ''پس اگر توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں'' (التوبہ: 11) اسی طرح دوسرے مقام پر مومنین کی صفات بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَوٰةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَوٰةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ''اور مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجا لاتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں'' (التوبہ: 71)

حضرت ابو ایوب انصاریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: مجھے ایسا عمل بتلائیے جسے کرنے سے میں جنت میں چلا جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ ہی کی عبادت کرتے رہو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت بناؤ، فرض نماز پابندی سے ادا کرتے رہو، زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو۔'' (متفق علیہ)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکوٰۃ ادا نہ کرنے والا روز قیامت آگ میں ہوگا۔''

اسی طرح حضرت بریدہؓ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''زکوٰۃ روکنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ قحط سالی سے دوچار کر دیتا ہے۔'' (صحیح الترغیب)

www.jaamia.com weekly.tanzeem@gmail.com

درس حدیث

حافظ عبدالوحید روپڑی (سرپرست جماعت اہلحدیث)

حصول امن کے سنہری اصول بزبان رسول مقبول

اعتکاف کا لغوی معنی بند رہنا، ٹھہرے رہنا، کسی چیز کو لازم پکڑ لینا کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ "یہ مورتیاں کیا ہیں جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو۔" اس کی شرعی اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ کسی خاص کیفیت کے تحت کسی شخص کا خود کو مسجد میں روک لینا اعتکاف کہلاتا ہے۔ (سبل السلام ج2 ص909)

اعتکاف اور نیت:

ہر عمل اور عبادت کے لیے نیت ضروری ہے چونکہ اعتکاف بھی ایک عمل ہے لہٰذا اس کے لیے بھی نیت ضروری ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَىٰ "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی کچھ ملے گا جس کی اُس نے نیت کی" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب بدء الوحی ج1 ص70 رقم الحدیث: 1) یاد رہے نیت ارادے کا نام ہے اس کا زبان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، اس لیے دل سے ارادہ کر لینا ہی نیت کہلائے گا جبکہ زبان سے نیت کرنا بدعت کہلائے گا کیونکہ زبان سے نیت کرنا رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے قطعاً ثابت نہیں۔

اعتکاف کا حکم:

اعتکاف کبھی سنت اور کبھی واجب ہوتا ہے، اگر کوئی شخص اعتکاف کو نذر کے ذریعہ اپنے اوپر لازم قرار نہیں دیتا تو ایسا اعتکاف سنت اور اگر اسے بذریعہ نذر اپنے اوپر واجب کر لیا جائے تو ایسا اعتکاف واجب ہوگا۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے: مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلَا يَعْصِهِ "جو شخص اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں نذر مان لیتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اسے پورا کرے اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی نذر مان لیتا ہے تو وہ نافرمانی نہ کرے۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الایمان والنذور باب النذر فی الطاعۃ ج23 ص110 رقم الحدیث: 96 ابوداود باب ما جاء فی النذر فی المعصیۃ ص590 رقم الحدیث: 3281) معلوم ہوا کہ نذر کے ساتھ اعتکاف کرنا واجب ہے۔

وقت اعتکاف:

اعتکاف کا کوئی وقت مقرر اور معین نہیں ہے لہٰذا پورا سال کوئی بھی مسلمان جس وقت چاہے اعتکاف کر سکتا ہے لیکن رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا بہتر اور افضل ہوگا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اعتکاف کے لیے ان ایام کو اختیار کیا تھا۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ بیان کرتی ہیں: كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجُهُ مِنْ بَعْدِهِ "رسول اللہ ﷺ رمضان کے آخری عشرے کا اعتکاف کرتے حتیٰ کہ آپ وفات پا گئے، پھر آپ ﷺ کی بیویاں اعتکاف کرتیں۔ (بخاری بشرح الکرمانی کتاب الاعتکاف باب الاعتکاف فی العشر الاواخر ج9 ص38 رقم الحدیث: 2026)

(بقیہ ص:21)

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان
ہفت روزہ
تنظیمِ اہلِ حدیث
لاہور

مدیر انتظامی
حافظ
عبدالوہاب روپڑی
فاضل ام القری مکہ مکرمہ

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید
مدیر انتظامی: حافظ عبدالوہاب روپڑی
معاون مدیر: حافظ عبدالجبار مدنی
نائب مدیر: مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر: حافظ عبدالظاہر 0300-8001913
Abdulzahir143@yahoo.com
کمپوزنگ: وقار عظیم بھٹی 0300-4184081

فہرست

درس حدیث 1
اداریہ 2
الاستفتاء 5
تفسیر سورۃ الاعراف 6
زکوٰۃ کی اہمیت اسلام کی نظر میں 9
روزوں کی فرضیت کے فوائد و مقاصد 13

زرتعاون

فی پرچہ ...... 10 روپے
سالانہ ...... 500 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

شمالی وزیرستان میں آپریشن "ضربِ عضب" اور ہماری ذمہ داریاں

طالبان سے مذاکرات کی ناکامی کے بعد حکومت اور فوجی قیادت نے ہم مشورہ ہو کر دہشتگردی کے خلاف آپریشن شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کی تلوار "عضب" کے نام پر اس آپریشن کا نام "ضرب عضب" رکھا گیا ہے۔ دہشت گردی کسی بھی شکل میں ہو قابل مذمت ہے لہٰذا اس فوجی آپریشن میں پوری قوم اپنی بہادر افواج کی پشت پر ہے۔ فوج، حکومت، وکلاء، تاجر، سول سوسائٹی، مذہبی و سیاسی جماعتیں سوائے ایک جماعت کے اس آپریشن کے حق میں ہیں۔ فوج نے سینکڑوں دہشتگرد ہلاک کیے ہیں اور بہت سے وہ ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دیا ہے۔ ان کے ٹھکانے تباہ کیے جا رہے ہیں۔ فوج کو بلاشبہ اس آپریشن میں کامیابی حاصل ہو رہی ہے لیکن اس آپریشن کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ ہماری حکومت نے اس آپریشن سے قبل ان بے گھر ہونے والوں کے بارے میں کوئی خاطر خواہ انتظامات نہیں کیے۔

کیا حکومت کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس آپریشن کے نتیجے میں لاکھوں لوگ بے گھر ہوں گے۔ ان کی عارضی اقامت گاہیں ان کے اندر بجلی، پانی اور حوائج ضروریہ کے انتظامات اور پھر ان بے خانماں لوگوں کو ٹرانسپورٹ کے باعزت انتظامات کے ذریعے ان ٹھکانوں تک پہنچانا حکومت کی ذمہ داری تھی لیکن کسی بھی قسم کا انتظام کیے بغیر آپریشن شروع کر دیا۔ نتیجۃً اپنے ہی وطن میں مہاجر بننے والے ان لوگوں کو جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہ مناظر دل دہلا دینے والے تھے۔

جون کے مہینے کی گرمی اور وہ بھی خشک پہاڑی علاقوں میں ایسے عمر رسیدہ مرد و خواتین جو بے چارے چند قدم نہیں چل سکتے تھے میلوں پیدل چلنا پڑا۔ معصوم گودی کے بچے اتنی شدید گرمی کیسے برداشت کر سکتے تھے چنانچہ ضعیف العمر مرد و زن چلتے چلتے بے ہوش ہونے لگے۔ معصوم پھول جیسے بچوں کے چہرے کملانے لگے، مجبور اور بے بس مائیں ان کے لیے کیا کر سکتی تھیں، بے آسرا باپ اپنے

جگر گوشوں کو تڑپتے ہوئے دیکھنے پر مجبور تھے لیکن ان کے لیے کر کچھ بھی نہیں سکتے تھے۔

الطاف حسن قریشی نے اپنے کالم میں لکھا کہ ایک ہی خاندان کے چودہ بچے یوں تڑپ تڑپ کر موت کے منہ میں جا پہنچے، یہ تو ایک خاندان کی داستان خونچکاں ہے۔ لاکھوں خاندان اپنی اپنی اذیت ناک اور عبرت ناک کہانیاں لیے ہوئے ہیں، اثنائے سفر کتنے بزرگ موت کے منہ میں پہنچے، کتنے جوان بیمار ہوئے، پھر نہ کوئی منزل اور نہ کوئی ٹھکانہ، ان لوگوں کی حالت دیکھ کر لوگ آنسو بہاتے تھے۔ ہمارے یہ قبائلی بھائی انتہائی غیور ہیں جو کسی کے سامنے دستِ سوال دراز کرنے پر موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کی عورتیں پردے کی اتنی پابند کہ جوان عورت تو در کنار عمر رسیدہ عورت آج کے دور میں بھی ڈاکٹر کے سامنے اپنا چہرہ ننگا نہیں کرتی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق نصف سے زیادہ لوگ افغانستان چلے گئے، پاکستان میں ان مہاجرین کی رجسٹرڈ تعداد دو لاکھ تراسی ہزار ہے جبکہ افغانستان ہجرت کرنے والوں کی تعداد سات لاکھ بتائی جاتی ہے۔ پاکستانی قوم کو اللہ تعالیٰ نے بڑا سخی دل دیا ہے کشمیر کے زلزلے، سندھ اور پنجاب میں سیلابوں سے بے گھر ہونے والے اپنے بھائیوں کو جس طرح سنبھالا وہ نفسا نفسی کے اس دور میں بڑی روشن مثالیں ہیں۔

حکومت اگر بروقت اقدام کرتی اور عوام سے اپنے بھائیوں کے خورد و نوش کے انتظامات کی اپیل کرتی تو ان بے گھر لوگوں کو آسانی سے سنبھالا جا سکتا تھا۔ اس بد انتظامی کے نتیجے میں نہ صرف متاثرین مصائب و آلام میں مبتلا ہوئے ہیں بلکہ انسانی نفسیات کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ ان مضمرات پر غور کریں جو ان اعصاب شکن حالات میں اس نوجوان کو پیش آئے جس کی بوڑھی ماں سفر کی صعوبتوں اور شدت تمازت سے بے ہوش پڑی ہے، اس کا بچہ اس کی اہلیہ کی گود میں تڑپ تڑپ کر جان دے رہا ہے۔ اس کی جوان بہنیں مزید چلنے کی ہمت نہیں پا رہیں۔ اس وقت اس جوان کی سوچیں مایوسی اور غضب کے امتزاج سے کہاں کہاں بھٹک رہی ہوں گی اور پھر جو لوگ یہی مراحل طے کرتے ہوئے افغانستان میں پہنچے ہیں وہاں تو ان کی منفی سوچوں کو عملی طور پر غلط استعمال کرنے والے بکثرت موجود ہیں۔

جب سوات میں آپریشن ہو رہا تھا تو میں نے ایک خاتون کو T.V کے کیمرے کے سامنے دیکھا، وہ بتا رہی تھی کہ جب اعلان ہوا کہ دو گھنٹے کے اندر اندر آبادی خالی کر دو ورنہ جو بچے گا اُسے گولی ماردی جائے گی۔ اس نے بتایا کہ اس کی جوان بیٹیاں تعلیمی ادارے میں گئی ہوئی تھیں یا کہیں اور مجھے اب اچھی طرح سے یاد نہیں آرہا، اس کا خاوند مزدوری کے لیے نکلا ہوا تھا اور یہ کہ وہ تن تنہا گھر پر تھی چنانچہ اکیلی نکل پڑی۔ وہ عورت کہہ رہی تھی کہ ہمارا سوات کا پردہ مشہور ہے لیکن اب میں کیا پردہ کروں جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کی جوان بیٹیاں کہاں ہیں؟ کس حال میں ہیں؟ ان کی عزت محفوظ بھی ہے یا نہیں؟ اور جسے اپنے خاوند کے بارے میں کچھ معلوم نہیں، چل چل کر پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہیں، اگر ایسی خاتون کا کوئی جوان بیٹا بھی ہو تو خود سوچو وہ کیا بنے گا؟ ان اپنے ہی وطن میں بے گھر لوگوں کو جن کیمپوں میں ٹھہرایا گیا ہے وہاں ان کی خوراک، علاج معالجے اور ضروریات کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ لوگ گرمی کی شدت، ٹینشن اور ڈپریشن سے مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں، اخباری اطلاعات کے مطابق تین لاکھ ستر ہزار افراد بیمار ہو چکے ہیں، ان کے علاج معالجہ کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے اور جن ڈاکٹروں کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس ضروری ادویات نہیں ہیں۔ ہمارے یہ بے گھر بھائی پابند صوم وصلوٰۃ ہیں، ان میں سے کتنے ہیں جن کو روزے کی افطاری کے لیے پانی کے سوا کچھ میسر نہیں آتا۔ یہ محب وطن لوگ ہیں۔ قائد اعظم نے انھیں پاکستان کی دفاعی دیوار قرار دیا تھا۔

آج انھیں سنبھالنے کی ضرورت ہے، حکومت کے ساتھ ساتھ پوری قوم کی ذمہ داری ہے کہ رمضان المبارک کے رحمتوں اور برکتوں والے مہینے میں اپنے بھائیوں کے لیے مہاجر وانصار والے رشتے کی یاد دہرا دیں۔ قوم کا ہر فرد ان کے درد کو اپنے دل میں محسوس کرے۔ آج مصیبت کی گھڑی میں اپنے سینے سے لگا لو تو ان کی حب الوطنی اور زیادہ ہوگی بلکہ حکومت افغانستان میں ہجرت کر کے جانے والوں سے بھی اپیل کرے کہ وہ اپنے وطن میں لوٹ آئیں۔

جماعۃ الدعوۃ کے نوجوانوں نے زلزلہ زدگان کی مدد میں ایثار وقربانی کی وہ مثالیں قائم کی تھیں کہ یخ بستہ پانیوں سے گزر کر پہاڑی چوٹیوں پر انھیں ایک انسان بھی اگر دکھائی دیا تو اس تک ضروریات زندگی پہنچائیں۔ ان نوجوانوں کی ہمت، اخلاص اور ایثار کو پیش نظر رکھتے ہوئے اقوام متحدہ نے بھی اپنی امداد ان نوجوانوں کے سپرد کر دی تھی کہ صدق واخلاص کے یہ پیکر ہی یہ امانتیں ان کے اہل تک پہنچائیں گے۔

سندھ کے سیلاب میں انتہائی عمیق پانیوں اور سیلابی ریلوں کو معمولی موٹر بوٹس کے ذریعے مجبور وبے سہارا لوگوں تک ضروریات زندگی بہم پہنچائیں۔ فلاح انسانیت نے زلزلہ زدگان کے لیے جتنے ہسپتال، تعلیمی ادارے، گھر بنائے اس نے جماعۃ الدعوۃ کو ملک کی مقبول جماعت بنا دیا۔ ایسے وقت میں جب اس جماعت کے ارکان نے اپنے ان بے گھر بھائیوں کی امداد کے لیے خود بے گھر ہونا تھا کہ امریکہ نے جماعۃ الدعوۃ پر پابندی عائد کر دی اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ تحریک حرمت رسول پر بھی پابندی عائد کر دی۔

یہود ونصاریٰ شاید مسلمانوں کو بھی اپنے جیسا سمجھتے ہیں جو اپنے پیغمبروں کی حیات مبارکہ پر فلمیں بناتے ہیں اور بنی اسرائیل کے انبیاء کو ان فلموں کے ذریعے ان کے مقام سے گرانے کی جسارت کی۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہم مسلمان عملی کوتاہی کا شکار ہو سکتے ہیں لیکن جہاں تک اپنے پیارے رسول امام الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہماری محبت کا تقاضا ہے کہ جان جیسی متاع عزیز ان کی حرمت پر قربان کر کے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کی محبت کا حق ادا نہیں کر سکے۔ حرمت رسول سوا ارب مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے۔ تحریک حرمت رسول ﷺ پاکستان پر کون پابندی لگا سکتا ہے یہ اٹھارہ کروڑ اسلامیان پاکستان کی سوچوں کی امین ہے اور سوچوں پر دنیا کی کوئی طاقت پابندی نہیں لگا سکتی۔ یہ تحریک اتنی ہی مقبول عوام ہوگی جتنی تم اس پر پابندیاں عائد کرو گے۔ مجھے یقین ہے کہ فلاح انسانیت کا پرچم لے کر نوجوان اپنے پاکستانی بھائیوں کی آزمائش کی گھڑیوں میں ہمیشہ لبیک کہتے ہوئے اٹھے ہیں۔ شمالی وزیرستان کے بے گھر لوگوں اور ان کے مریضوں کے لیے بھی عارضی ہسپتال بنائیں گے اور ان کے بچوں کے لیے تعلیمی ادارے، ان روزہ داروں کی سحری وافطاری کے وہی انتظام کریں گے۔

جو اس سے پہلے وطن عزیز میں قدرتی آفات کے موقع پر وہ کرتے آئے ہیں اس کا صلہ ان مصیبت زدگان کی دعائیں اور اللہ رب العزت کے ہاں جو انسانیت کی خدمت کرنے والوں کا مقرر ہے وہ ملے گا۔ آزمائش کی گھڑیاں ختم ہونے پر یہ بے خانماں لوگ ان شاء اللہ اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے لیکن ان کی خدمت کے صلہ میں وہ جب تک زندہ ہیں فلاح انسانیت کے ان نوجوانوں کے لیے دعائیں بھی کرتے رہیں گے اور ان کی تنظیم کا تذکرہ بھی ہمیشہ بہترین الفاظ میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان پریشان حال بے گھر لوگوں کو جلد ان کے گھروں میں لوٹنا نصیب فرمائے اور افواج پاکستان نے دہشت گردی کے خلاف جس جہاد کا اعلان کیا ہے اللہ انھیں کامیاب وکامران فرمائے اور یہ ملک امن وسکون کا گہوارہ بن جائے۔

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

سگریٹ نوش اور داڑھی ترشوانے والے کی امامت کا حکم

سوال: نماز تراویح کے لیے ایسے شخص کو امام مقرر کیا جا سکتا ہے جو سگریٹ نوشی کرتا ہو اور داڑھی تراشتا ہو؟ اب قرآن و حدیث کی روشنی میں مسئلہ کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

سائل: محمد خرم 53/12 ساہیوال

الجواب بعون الوہاب:

حضرت سائب بن خلادؓ سے مروی ہے: أَنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُولُ اللهِ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ حِيْنَ فَرَغَ لَا يُصَلِّي لَكُمْ فَأَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَ نَعَمْ إِنَّكَ آذَيْتَ اللهَ وَرَسُولَهُ "ایک شخص نے نماز پڑھتے ہوئے قبلے کی طرف تھوک دیا اور اس کی طرف رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: آئندہ یہ شخص تمھیں نماز نہ پڑھائے، چنانچہ جب وہ دوبارہ امامت کروانے کے لیے آگے بڑھا تو لوگوں نے اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تجھے رسول اکرم ﷺ نے امامت سے معزول کر دیا ہے۔ اس نے دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر معزولی کی تصدیق کرنی چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (میں نے ہی تمھیں معزول کیا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے۔" (ابوداود کتاب الصلاۃ باب فی کراھیۃ البزاق فی المسجد ص 89 رقم الحدیث: 482)

اسی طرح عبداللہ بن عمروؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھانے کے لیے ایک آدمی کو مقرر کیا، اس نے نماز پڑھاتے ہوئے قبلے کی طرف تھوک دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اس فعل کی وجہ سے امامت سے معزول کر کے دوسرے آدمی کو نماز عصر کے لیے مقرر فرما دیا جب اس شخص نے آپ ﷺ سے معزولی کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تَفَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَأَنْتَ تَؤُمُّ النَّاسَ فَآذَيْتَ اللهَ وَالْمَلَائِكَةَ "تم نے دوران نماز قبلہ کی طرف تھوک کر اور اس کے فرشتوں کو تکلیف دی ہے" (عون المعبود کتاب الصلاۃ باب فی کراھیۃ البزاق فی المسجد ج 1 جز 2 ص 106)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إِنْ سَرَّكُمْ أَنْ تُقْبَلَ صَلَاتُكُمْ فَلْيَؤُمَّكُمْ خِيَارُكُمْ فَإِنَّهُمْ وَفْدُكُمْ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ "اگر تم چاہتے ہو کہ تمھاری نمازیں قبول کر لی جائیں تو پھر تمھارے سب سے بہتر اور پسندیدہ لوگ ہوں کیونکہ تمھارے امام، اللہ تعالیٰ اور تمھارے درمیان سفیر ہوتے ہیں۔" (نیل الأوطار ج 3 ص 186)

باقی رہا سگریٹ نوشی یا تمباکو وغیرہ تو یہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر حرام ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ "بیشک اسراف اور فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں" لہٰذا یہ اسراف ہے جبکہ اسراف حرام اور ناجائز ہے۔ اسی طرح جس چیز کے استعمال سے انسان شیطان کا بھائی بن جائے وہ حرام نہ ہو یہ کیسے ہو سکتا ہے پھر دوسری کونسی چیز ہوگی۔؟

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: نَهَى رَسُولُ اللهِ عَنْ كُلِّ مُسْكِرٍ وَمُفْتِرٍ "رسول اللہ ﷺ نے ہر نشہ آور اور دماغ میں فتور پیدا کرنے والی چیز سے منع فرمایا ہے۔" (ابوداود کتاب الأشربۃ باب ماجاء فی السکر ص 664 رقم الحدیث: 3686)

(بقیہ: 8)

تفسیر سورۃ الاعراف

حافظ عبدالوہاب روپڑی (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

(قسط نمبر 7)

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٧﴾ ''اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمھاری شرم گاہوں کو ڈھانپتا ہے اور زینت بھی ہے اور لباس تو تقویٰ ہی کا بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں ﴿٢٦﴾ اے اولادِ آدم! ایسا نہ ہو کہ شیطان تمھیں فتنے میں مبتلا کر دے جیسا کہ اس نے تمھارے والدین کو جنت سے نکلوا دیا تھا اور اُن سے اُن کے لباس اتروا دیے تھے تاکہ ان کی شرم گاہیں انھیں دکھلا دے، وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا سرپرست بنا دیا ہے جو ایمان نہیں لاتے ﴿٢٧﴾''

مشکل الفاظ کے معانی:

يُوَارِيْ	ڈھانپتا ہے
سَوْاٰتِكُمْ	تمھاری شرم گاہیں
رِيْشًا	زینت
لَا يَفْتِنَنَّكُمْ	ہرگز نہ تمھیں فتنے میں ڈال دے
يَنْزِعُ	اس نے اُتروا دیا

ماقبل سے مناسبت:

اللہ تعالیٰ نے سابقہ آیات مبارکہ میں سیدنا آدمؑ اور سیدہ حواؑ کو زمین پر اتر جانے کا حکم دیتے ہوئے زمین کو ان کے لیے ٹھکانہ قرار دیا۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا میں زندگی گزارنے کے لیے جن چیزوں کی حاجت تھی (لباس وغیرہ) وہ عطا کرنے کا ذکر فرما کر اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دی ہے۔

التوضیح:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ۭ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٢٦﴾

اسلام انسان کے ظاہر اور باطن کی حفاظت کرتا ہے اس لیے اُس نے اسے ایسے احکام کا مکلف ٹھہرایا کہ جن سے اس کی ظاہری اور باطنی حفاظت ہو سکے اور اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ انسان طبعاً اچھے کاموں کی طرف رغبت اور برے کاموں سے نفرت کرتا ہے۔ اسی طرح انسان اپنے جسم کو لباس کے ساتھ ڈھانپنے کو اچھا اور بے لباس ہونے کو طبعی طور پر برا محسوس کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ خود کو مادر پدر آزاد سمجھنے والے معاشرے میں بھی لباس کو زینت سمجھا جاتا ہے اور عریانی سے قطعاً نفرت کی جاتی ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں غیر فطری تمام رسوم کی نفی کرتے ہوئے ایسے معاشرے کی تردید و مذمت کی ہے جو غیر فطری رسوم کا قائل ہو۔

اسی طرح کی ایک خودساختہ رسم قریش مکہ میں بھی پائی جاتی تھی، انھوں نے بیت اللہ کی حفاظت اور نگہداشت کے بدلے اپنے لیے کچھ ایسے حقوق وضع کیے جو دوسرے عرب کے لیے روا نہیں تھے اور وہ ان حقوق کو

اپنے امتیازات گردانتے تھے، جیسا کہ دو کپڑے پہن کر طواف کرنا صرف اپنا (قریش مکہ) کا حق سمجھتے تھے۔ دوسرے عرب اپنے مستعمل کپڑوں میں طواف نہیں کرسکتے تھے، ان کے لیے لازم تھا کہ وہ طواف کے لیے غیر مستعمل پہنیں یا پھر محتس کے کپڑے اُدھار لے کر طواف کریں۔

ان دونوں صورتوں کی غیر موجودگی میں ان کے لیے لازم تھا کہ مرد اور عورتیں ننگے طواف کریں۔ وہ اس کی دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ جن کپڑوں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوئی ہے وہ ان میں طواف نہیں کرسکتے اور عورتیں خاص طور پر رات کو طواف کیا کریں جبکہ دین اسلام اس چیز کی نفی کرتے ہوئے حکم دیتا ہے: اے بنی آدم! اللہ نے تمھارے لیے اس لباس کو اُتارا ہے تاکہ تم اپنی شرم گاہوں کو ڈھانپ سکو اور اس لباس کو نعمت الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ اس سے انسان نہ صرف اپنی شرم گاہ کو ڈھانپتا ہے بلکہ سردی اور گرمی سے بھی بچتا ہے اور یہی لباس اس کی زینت کا باعث بھی بنتا ہے اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے نیا لباس پہنتے وقت دعا بھی سکھلائی ہے۔

نیا کپڑا پہننے کی دعا:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی نیا کپڑا پہنے تو یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ "حمد اس اللہ کی جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور بغیر کسی کوشش اور قوت کے مجھے یہ عنایت فرمایا" تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔ (سنن أبی داود کتاب اللباس باب ما یقول اذا لبس ثوبا جدیدا ص720 رقم الحدیث:4023)

لباس اور رسم:

انسانی معاشرے کو بے راہ روی پر ڈالنے والے اور شرم و حیاء کو چاک کرنے والے اپنی قلم اور زبان سے نئے نئے فیشنوں کا اعلان کرنے والے لباس کو محض ملکی، قومی اور موروثی رسم قرار دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ انسان محض معاشرے کی رسومانہ زنجیروں میں جکڑ دیا گیا ہے اس لیے وہ ان رسوم کا انکار نہیں کرسکتا، ان کا یہ کہنا انسانی فطرت کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر فطرتاً یہ چیز رکھی ہے کہ وہ لباس کو پسند کرتا اور اپنے جسم کو عریاں ہونے سے بچاتا ہے کیونکہ غیر فطری فعل سے بڑی شعور نفرت کرتے ہوئے اس کا انکار کرتا ہے اور یہی انکار اصل فطرت ہے۔

لباس کی قسمیں:

اللہ تعالیٰ نے لباس کی دو قسمیں رکھی ہیں:

(۱) مادی اور حسی　　(۲) تقویٰ

ایسا لباس جس کو انسان اپنے وجود پر محسوس کرتا ہے اور دوسرا لباس تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مادی اور حسی لباس پر تقویٰ کے لباس کو زیادہ فضیلت بخشی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس ؓ فرماتے ہیں: لباس تقویٰ ایمان اور عمل صالح ہے۔ (قرطبی ج9 ص186)

فضیلت کی وجہ:

مادی اور حسی لباس سے تقویٰ کا لباس اس لیے بہتر ہے کہ اس (لباس تقویٰ) کو زیب تن کرنے والا اللہ کا مقرب بن جاتا ہے جبکہ مادی اور حسی لباس پہننے والے کے لیے قرب الٰہی کا حصول ضروری نہیں ہوتا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے لباس تقویٰ کو بہتر قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جہاں بے شمار نعمتوں سے نوازا ہے لباس بھی ان میں سے ایک ہے۔ انسان کو اس نعمت کے ملنے پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اسے لفظ "تذکیر" کے ساتھ بیان کرکے واضح فرمایا ہے کہ نعمتوں کو یاد رکھنا اللہ کے قرب اور شیطان کے فتنوں سے بچاؤ کا بہترین سبب ہے۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

ابلیس انسان کا ازلی دشمن ہے اور وہ مختلف طریقوں سے انسان کو ذلیل و رسوا کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لیے انسان کو اس کے حملوں اور فتنوں سے بچنے کی شدید ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اولادِ آدم کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں تم ہر حال میں شیطانی مکر سے بچنے کی کوشش کرو، کہیں وہ تمھیں بھی اس طرح فتنے میں مبتلا نہ کرے جس طرح اُس نے تمھارے

والد اور والدہ کو کیا تھا۔ ان کو جنت سے نکلوایا، ان کو بے لباس کرنے اور ان کے ستر کھلنے کا سبب بنا، وہ تمہارا قدیم اور ازلی دشمن ہے اس لیے اس کی عداوت سے ہمیشہ متنبہ رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف لے جا کر رسوا نہ کر دے، کیونکہ اس کا تعلق اس جماعت سے ہے کہ وہ تمہیں دیکھتے ہیں لیکن تم اُسے یا اُس کی جماعت کو نہیں دیکھ سکتے۔

انسان کو شیطانی چالوں سے بچنے کے لیے ہمہ وقت ہوشیار رہنا چاہیے۔ اس کی چالوں سے ہوشیار رہنے والوں کے لیے اس کا جال انتہائی کمزور ثابت ہوتا ہے اور جو لوگ اس کی چالوں سے ہوشیار نہیں رہتے ان کا شیطانوں کو سربراہ بنا دیا جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل ایمان کے لیے شیطانی چالوں سے بچنا کوئی مشکل نہیں اور اس کا آسان علاج یہ ہے کہ انسان اللہ کی پناہ میں آجائے۔

نوٹ:

شیطانی حملوں سے بچاؤ کے طریقوں کو جاننے کے لیے سورۂ اعراف کی آیت نمبر 17 کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔

اخذ شدہ مسائل:

(۱) لباس اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس کا بنیادی مقصد ستر کی پردہ پوشی اور پیکر حیا بننا ہے (۲) شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے اس لیے ہر وقت انسان کو رحمت الٰہی سے محروم کرنے میں کوشاں رہتا ہے (۳) شیطانی راستوں پر چلنے والوں کا شیطان ہمنوا بن کر ان کی ہلاکت کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے

بقیہ: الاستفتاء

سگریٹ نوشی منفتر ہے اور مفترہ وہ چیز ہوتی ہے کہ جس شخص نے اسے کبھی استعمال نہ کیا ہو تو اس کے استعمال سے اس کا دماغ چکرا جائے بلکہ سگریٹ نوشی اگر ایسے آدمی کے پاس کی جائے جو اسے نوش نہیں کرتا تو اس کا دماغ چکرا جاتا ہے تو پھر اسے استعمال کرنے سے بالاولی اس کے دماغ میں فتور پیدا ہوگا، اس کے علاوہ اس کی حرمت کے لیے یہ چیز کافی ہے کہ اس طرح آگ کو کھایا جاتا ہے اور آگ کا کھانا حرام ہے اور یہ اہل جہنم کی خوراک ہے۔

صورت مسئولہ میں داڑھی کٹوانے اور ترشوانے اور سگریٹ نوشی کرنے والے شخص کو مستقل طور پر امام مقرر نہیں کیا جا سکتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی طرف تھوکنے والے شخص کو امامت سے معزول کر دیا تھا لہٰذا ایسے شخص کو تو بالاولی امامت سے معزول کرنا چاہیے۔ فقط

بقیہ: ہم رمضان المبارک کیسے گزاریں؟

سائنسدانوں نے بھی اعتراف کیا ہے کہ روزہ صحت کے لئے بہترین ہے۔ امریکہ کی سدرن کیلیفورنیا یونیورسٹی کی تحقیق کے مطابق سال میں کچھ روز کا فاقہ صحت کے لئے فائدہ مند ہوتا ہے کیونکہ اس سے جسمانی دفاعی نظام میں آنے والی خرابیاں دور ہو جاتی ہیں۔ تحقیق کے مطابق عمر بڑھنے سے آنے والی تبدیلیاں اور کینسر کے علاج کے دوران جسمانی اور دفاعی نظام میں آنے والی خرابیاں اس طریقے سے دور کی جا سکتی ہیں، کیونکہ اس سے پرانے اور خراب خلیات تبدیل ہو جاتے ہیں اور اس کے دوران خراب یا بیکار خلیات کی صفائی ہو جاتی ہے۔ تحقیق میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ ہر چھ ماہ میں دو یا چار روزے رکھنے سے جسم اپنی بقا کیلئے چربی اور چکنی کے ذخیرے کو خرچ کرتا ہے اور پرانے خلیات کو ختم کر دیتا ہے۔

ماہ رمضان کا نصیب ہونا اُن لوگوں کے لیے بہت خوش قسمتی کی بات ہے جو اس کے تقاضے پورے کرتے، سارے روزے رکھتے اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔ متقی، لیلۃ القدر کو رکوع وسجود کرتے، اللہ سے ڈرتے اور توبہ کرتے ہوئے گزارتے ہیں۔ بہت سارے لوگ اعتکاف بھی کرتے ہیں جس میں وہ نوافل میں راتیں گزار کے، کتاب وسنت کو سمجھ کر پڑھ کے اور ذکرو اذکار کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہیں۔ کچھ لوگ رمضان المبارک میں روزے افطار کرواتے، مسکینوں کو کھانا کھلاتے اور دین کی نشرواشاعت کے ذریعے نیکیوں میں سبقت لے جاتے ہیں۔ روزہ روحانی اور جسمانی صحت کے لئے بہت ہی فائدہ بخش ہے روزہ اور تمام عبادات کا اس وقت فائدہ ہوگا جب وہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے مطابق ہوں گی۔

□□□

زکوۃ کی اہمیت اسلام کی نظر میں

حافظ عبدالوہاب روپڑی

وَأَقِيمُوا الصَّلَوٰةَ وَءَاتُوا الزَّكَوٰةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ‎.[البقرہ]

زکوۃ کی لغوی تعریف: النماء والزیادۃ

شرعی واصطلاحی تعریف:

حق واجب فی مال مخصوص لطائفة فی وقت مخصوصة یہ وہ حق ہے جو خاص مال میں مخصوص لوگوں کے لیے خاص وقت میں فرض کیا گیا ہے۔

وجہ تسمیہ:

مسمی المخرج زکاۃ لانه یزید المخرج منه اس کا نام زکوۃ اس لیے رکھا گیا ہے کیونکہ یہ جس مال سے نکالی جائے اسے زیادہ کرتی ہے۔ قال ابن قتیبة سمیت بذلك لانها تثمر المال وتنمیه ابن قتیبہ فرماتے ہیں کیونکہ یہ مال کو بڑھاتی اور زیادہ کرتی ہے اس لیے اس کو زکوۃ کہتے ہیں۔ (المغنی لابن قدامه وتوضیح الاحکام شرح بلوغ المرام)

زکوۃ کی مشروعیت کی وجہ:

طهرة للمال وطهرة للنفس وعبودیة للرب واحسانا الی الخلق ”زکوۃ مال اور نفس انسانی کو پاک کرنے، اللہ تعالیٰ کی عبادت اور مخلوق پر احسان کرنے کے لیے فرض کی گئی ہے۔“

زکوۃ کی مشروعیت کا پرویزی نظریہ:

پرویز زکوۃ کا لغوی معنی بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے یہ زکا یزکو زکوۃ سے مصدر ہے اور یہ نشوونما کے معنی میں آتا ہے یعنی نوع انسانی کی نشوونما کا سامان مہیا کرنا۔

اصطلاحی تعریف پرویز کی نظر میں:

یہ اسلامی مملکت کا فرض ہے کہ اپنے معاشرہ کے افراد اور دوسرے انسانوں کی نشوونما کا سامان مہیا کرے۔

اس فریضہ کی ادائیگی کا طریق کار پرویز کی نظر میں:

پرویز کی نظر میں یہ فریضہ دو طرح سے ادا ہوگا

(۱) ذرائع پیداوار مملکت کی تحویل میں رہیں گے تاکہ وہ رزق کی تقسیم لوگوں کی ضرورت کے مطابق کر سکے۔ (۲) معاشرے کے افراد جو کچھ کمائیں وہ اسے اس طرح کھلا رکھیں کہ دوسروں کی نشوونما کے لیے حسب ضرورت مملکت لے لے۔ اس مقصد کے لیے قرآن نے کوئی نصاب مقرر نہیں کیا۔ صرف مقصود لوگوں کی ضرورت کو پورا کرنا ہے اور جو بچ جائے وہ ضرورت کے وقت سب کا سب مملکت اپنی تحویل میں لے سکتی ہے۔

[لغات القرآن ص 810]

اہمیت زکوۃ:

زکوۃ کی اہمیت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ نماز کے بعد اسلام کا سب سے بڑا رکن زکوۃ ہے عام طور پر عبادات کے سلسلہ میں نماز کے بعد روزے کا نام لیا جاتا ہے اس لیے لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ نماز کے بعد دوسرا نمبر روزے کا ہے لیکن قرآن کریم کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دوسرا نمبر زکوۃ کا ہے کیونکہ زکوۃ کو نماز کے ساتھ ملا کر ذکر کیا گیا ہے۔

اسلام میں نماز کے بعد سب سے زیادہ اہمیت زکوۃ کی ہے اور یہ دو بڑے ستون ہیں جن پر اسلام کی عمارت کھڑی ہے ان کو ہٹانے سے اسلام کی عمارت بھی قائم نہیں رہ سکتی اور اس کا حکم قرآن مجید میں تقریباً 82

مرتبہ آیا ہے اور اس کے رکن ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ اس جملہ میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے ہر فرد کو اپنی اور اپنے خاندان کی جملہ ضروریات کی تکمیل کے لئے محنت و مشقت کے ذریعے اپنی روزی خود فراہم کرنے کا پابند کیا ہے۔

حدیث میں ہے: عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَاْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بہترین کھانا انسان کا اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے مال سے ہے کیونکہ داود علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے تھے، پھر اس بات کا حکم بھی دیا کہ جو لوگ مفلس اور تنگ دست ہوں اور محنت و مشقت سے عاجز ہوں ان کے رشتے داروں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان کی کفالت کریں۔ [بخاری مشکوۃ باب الکسب وطلب الحلال ص 241 ج 1]

اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہر مفلس کو دولت مند عزیز واقارب میسر نہیں ہوتے یا کچھ ایسے لوگ بھی معاشرے میں پائے جاتے ہیں جو برسر روزگار ہوتے ہیں لیکن آمدنی کم ہوتی ہے، یقیناً اسلام ایسے لوگوں کو فراموش نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے دولت کے امین اور اس کی نگرانی کرنے والوں سے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنی بنیادی اور شرعی حقوق کی بجا آوری اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے بعد جو بچ جائے اسکی ایک مخصوص مقدار اپنے ان مفلس اور لاچار بھائیوں پر خرچ کریں جو زندگی کے اس سفر میں ان سے دور جا پڑے ہیں اور اسی مطالبے کا نام زکوۃ ہے۔ اسلامی قانون کا مطالعہ بتاتا ہے کہ زکوۃ کے اولین حقدار مساکین اور غرباء ہیں اگر زکوۃ کے دیگر مصارف پر غور کیا جائے تو ان مصارف کی وجہ اور بنیاد بھی غربت اور افلاس ہے

زکوۃ غربت کا علاج ہے:

جس طرح غربت ایک اہم مسئلہ ہے اس کو حل کرنے کے لیے زکوۃ کے مختلف ذرائع رکھے گئے ہیں اور زکوۃ کا ہر ذریعہ اپنے مقام پر مضبوط بنیادوں پر استوار ہے۔ مثلاً کھیتوں اور باغوں سے حاصل ہونے والی پیداوار ہے جس میں حسب قاعدہ دسواں یا بیسواں حصہ الگ کیا جاتا ہے جس کو ہم عشر کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور اس کو غرباء میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

حدیث میں ہے: اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ بَعَثَ مَعَاذًا اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ اُدْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوٰتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِيْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ وَتُرَدُّ فِيْ فُقَرَائِهِمْ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف روانہ کرنے سے پہلے حکم فرمایا تھا کہ یمن کے دولت مندوں سے زکوۃ وصول کرنا اور وہیں کے غریبوں میں اسے تقسیم کرنا اسی بناء پر امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب کا مسلک ہے کہ زکوۃ صرف غریبوں کے لیے ہے۔

قرآن کریم میں متعدد بار نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر کیا گیا ہے اور قرآن مجید اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ شرک سے بچتے ہوئے نماز پڑھنا اور زکوۃ دینا اسلامی برادری میں شرکت کی نشانی اور مسلمانوں کی پہچان ہے [بخاری باب وجوب الزکوۃ ج 1 ص 187]

چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے: فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم (التوبہ) اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ کو پابندی سے ادا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالی فرماتے ہیں: واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین (التوبہ) اگر یہ زکوۃ ادا کریں تو تمھارے دینی بھائی ہیں۔

معلوم ہوا کہ زکوۃ وہ عبادت ہے جس کی ادائیگی کے بغیر نہ کوئی مسلمان بن سکتا ہے اور نہ اس عظیم تر اسلامی برادری میں شامل ہو سکتا ہے۔

زکوۃ کو نماز کے ساتھ ذکر کرنے کی حکمت:

قرآن نے نماز اور زکوۃ کو اسی لیے بار بار یکجا ذکر کر کے ان دونوں کا باہمی تعلق نمایاں کیا ہے کہ اسلام کی تکمیل دونوں کی ادائیگی میں مضمر ہے جس طرح نماز دین کا ستون ہے اور اسکی پابندی کرنے والا دین

کی بنیادیں استوار کرنے والا سمجھا جاتا ہے اور اس کو چھوڑنے والا دین کو ڈھانے والا تصور کیا جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح یہ بھی بتا دینا مقصود ہے کہ زکوۃ اسلام کا پل ہے جو جہنم کے دونوں سروں پر بچھا ہوا ہے جو اس پر سے صحیح سالم گزر گیا وہ ہلاکت سے محفوظ ہو گا لیکن جو غلط راستہ اپنائے گا تو جہنم اسے نگل لے گی۔

تارک زکوۃ کی نماز قبول نہیں ہوتی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم کو نماز کی پابندی اور زکوۃ کی ادائیگی کا حکم ہے لہٰذا ان کی پابندی کرو اس لیے کہ جو زکوۃ نہ دے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ [تفسیر طبری صفحہ ۱۵۳]

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فاخوانکم فی الدین "اگر انھوں نے توبہ کی، نماز کی پابندی کی اور زکوۃ ادا کی تو پھر وہ تمھارے دینی بھائی ہیں۔" زکوۃ کی ادائیگی کے بغیر محض نمازیں ادا کرنے کو باری تعالیٰ بھی قبول نہیں فرماتے۔ نیز فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحم کرے وہ دین کے اسرار سے کس درجہ واقف تھے جبکہ انھوں نے فرمایا تھا: واللہ لا قاتلن من فرق بین الصلوۃ والزکوۃ اللہ کی قسم! میں ان کے خلاف لڑوں گا جس نے نماز اور زکوۃ میں فرق کیا۔

زکوۃ کی ادائیگی ایمان کی علامت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون والذین ھم عن اللغو معرضون والذین ھم للزکوۃ فاعلون "تحقیق مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں اور بے ہودہ باتوں سے پرہیز کرتے اور زکاۃ ادا کرتے ہیں" (المومنون)

زکوۃ کی ادائیگی تقوی کی علامت ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الاخر والملائکۃ والکتاب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوۃ واتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون○ "یہ کوئی کمال نہیں کہ تم مشرق کی طرف منہ کرو یا مغرب کی طرف بلکہ کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر کامل ایمان رکھنا فرشتوں، انبیاء، تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا، اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنی دولت کو عزیز و اقارب، تنگ دست مسافروں اور غریبوں پر خرچ کرنا، نمازوں کی پابندی کرنا اور زکوۃ ادا کرنا ہے۔ یہ کام کرنے والے ہی اس کے مخلص بندوں میں ہوں گے۔" (البقرہ:177)

زکوۃ کا انکار اسلام سے ارتداد ہے:

جو شخص زکوۃ کا انکار کرے وہ مرتد اور واجب القتل ہے۔ جس طرح خلیفہ اول صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ سے جہاد کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ فَقَالَ وَاللهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَإِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا أَوْ عِقَالًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا إِلٰى رَسُولِ اللهِ ﷺ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ فَوَاللهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ شَرَحَ اللهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ "آپ ان لوگوں کے ساتھ کس طرح لڑائی کریں گے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: لوگوں کے لا الہ الا اللہ کہنے تک مجھے ان کے ساتھ لڑائی کا حکم دیا گیا ہے جس نے یہ الفاظ کہہ دیئے اس نے اپنے مال اور جان کو اسلام کے حق کے ساتھ مجھ سے محفوظ کر لیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ کی قسم! جس نے نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کیا میں اس سے لڑائی کروں گا کیونکہ زکوۃ مال کا حق ہے اگر انہوں نے ایک بکری کے بچے کی بھی زکوۃ روکی جس کو وہ عہد نبوی ﷺ میں ادا کرتے تھے میں ان سے لڑائی کروں گا۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ

نے صدیق اکبرؓ کا لڑائی کے لئے شرح صدر کر دیا تھا میں نے جان لیا کہ آپؓ حق پر ہیں۔[بخاری ج1 ص188]

زکوۃ نہ دینے پر آخرت میں وعید:

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من اتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکوتہ مثل لہ مالہ یوم القیامۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیامۃ ثم یاخذ بشدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک. سیدنا ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوۃ ادا نہ کی تو اس کا مال قیامت کے دن ایک سانپ کی شکل میں لایا جائے گا جس کی دو زبانیں ہوں گی وہ اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا پھر وہ سانپ آدمی کو اپنے دونوں جبڑوں سے جکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور میں تیرا خزانہ ہوں۔" (بخاری ج1 ص188)

مانعین زکوۃ کے لئے دنیا میں وعید:

حدیث میں ہے: ما منع قوم الزکوۃ الا ابتلاھم اللہ بالسنین "جو قوم زکوۃ نہیں دیتی اللہ تعالیٰ اسے قحط سالی اور بھوک وافلاس میں گرفتار کر دیتا ہے۔" (طبرانی) دوسری حدیث میں ہے: وما خالطت الصدقۃ او قال الزکوۃ مالا الا افسدتہ "صدقہ اور زکوۃ کا مال جس مال میں مل جائے وہ مال ہلاک ہو جاتا ہے۔" (بیہقی)

زکوۃ ادا کرنے کی فضیلت:

سیدنا ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں: ایک اعرابی نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اُس نے عرض کی دلنی علی عمل اذا عملتہ دخلت الجنۃ قال تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوۃ المکتوبۃ وتؤدی الزکوۃ المفروضۃ وتصوم رمضان قال والذی نفسی بیدہ لا ازید علی ھذا شیئا ولا انقص منہ فلما ولی قال النبی ﷺ من سرہ ان ینظر الی رجل من اھل الجنۃ فلینظر الی ھذا "آپ ﷺ مجھے ایسا عمل بتائیں جس کے کرنے سے میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، فرض نماز قائم کر، فرض زکوۃ ادا کر اور رمضان المبارک کے روزے رکھ، اس نے قسم اٹھا کر کہا میں اس سے نہ زیادہ کروں گا نہ ہی کم کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی جنتی شخص کو دیکھنا پسند کرے وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔" (متفق علیہ۔ مشکوۃ کتاب الایمان ج1 ص12)

زکوۃ عقل کی روشنی میں:

کتاب وسنت کی طرح عقل وبصیرت بھی زکوۃ کی فرضیت من وعن تسلیم کرتی ہے۔

چنانچہ "بدائع" جلد دوم ص ۳ میں ہے: "زکوۃ دینے کی بنا پر زکوۃ ادا کرنے والے کے نفس کی اصلاح ہوتی ہے اور وہ ہر قسم کے گناہوں سے بچ جاتا ہے اس لیے کہ نفس اور لالچ کے درمیان گہرا تعلق ہے اور لالچ بدترین خصلت ہے یہاں تک کہ لالچی اور حریص انسان کا دل موت کے وقت بھی مال میں اٹکا ہوتا ہے بالآخر دنیا اور آخرت کی رسوائی اس کا مقدر بن جاتی ہے لیکن اس کے بالمقابل اگر کوئی زکوۃ نکالنے کا عادی بن جائے تو اس کا نفس لالچ سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے اندر اللہ تعالیٰ اور بندوں سے تعلق ان کے حقوق کی ادائیگی اور اونچے اخلاق اور پرہیزگاری جیسی بے بہا خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: خذ من اموالھم صدقۃ "زکوۃ کے ذریعہ غریبوں، اپاہجوں، کمزور اور ناداروں کی اعانت ہو جاتی ہے۔" (القرآن)

مال و دولت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اور عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اس کی قدر کی جائے اور اس کا شکریہ ادا کیا جائے۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنی ضرورت سے زائد نعمت کو ایسے لوگوں پر خرچ کیا جائے جو اس نعمت سے محروم ہوں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: وفی اموالھم حق للسائل والمحروم "ان کے اموال میں مانگنے اور نہ مانگنے والوں کا حق ہے۔"

(الذاریات)

(جاری ہے)

روزوں کی فرضیت کے فوائد و مقاصد

مولانا عبداللطیف حلیم

قسط نمبر 3 آخری

الغرض الثانی:

سابقہ لوگوں سے روزہ کی تشبیہ کی دوسری غرض یہ ہے کہ یہ عبادت بجالانا انکے لئے آسان ہو جائے۔ وہ روزے کو بوجھ محسوس نہ کریں یہ مشکل یا بوجھل کام ان کے غیروں کے نمونے کی وجہ سے قابل اقتداء ہو جائے۔ یہ تشبیہ اسے بھی فائدہ دیتی ہے جو مشرک ہے اسلام قبول کرنے میں اسے روزہ رکاوٹ ہے کہ وہ کیسے اسے اختیار کرے گا اور اسے بھی جو تو مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں اسکی مزید تاکید ہے :ایاما معدودات یہ چند دن تو ہیں گنتی کے۔ (البقرہ:186)

الغرض الثالث:

اس تشبیہ کی تیسری غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فریضہ کو بھی باقی فرائض کی طرح برضا و خوشی اختیار کیا جائے۔ یعنی اس فرض کو قبول کرنے میں کوئی کمی نہ ہو۔ بلکہ مسلمان بھی اسے اسی قوت سے پورا کریں جس طرح سابقہ امتوں نے اس کا حق ادا کرنے میں فوقیت لی۔ [التحریر والتنویر ۱۵۷،۱۵۶/۲۵]

بوجہ وضوء اعضاء کا چمکنا اور روزے دار کی منہ کی بو میں رابطہ:

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں: یوم قیامت مومنوں کا شعار وضوء کی وجہ سے اعضاء کا چمکنا ہوگا تمام امتوں سے انہیں یہ امتیاز حاصل ہوگا۔ روزے کی وجہ سے انکا شعار قیامت کے دن انکے منہ کی بو کستوری سے بھی زیادہ ہوگی تاکہ وہ اپنے اس عمل کی وجہ سے تمام لوگوں میں پہچان لئے جائیں۔ [الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۲۱۱/۸]

حافظ ابن حجرؒ اس حدیث کی شرح میں علماء کے مختلف اقوال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''روزہ دار کے منہ کی بو کستوری سے زیادہ عمدہ قیامت کو ہوگی یا دنیا میں؟'' اس مسئلہ کے بارے میں دو آئمہ امام عزالدین بن عبدالسلام اور ابوعمرو بن الصلاح میں اختلاف ہوا جس نے یہ کہا کہ قیامت کے دن ایسا ہوگا اس نے مسلم، احمد اور نسائی سے منقول روایت کو دلیل بنایا: اطیب عند اللہ یوم القیامۃ کہ یہ قیامت کو ہوگا اور جس نے کہا دنیا میں ایسا ہوتا ہے اس نے احمد اور ابن حبان کی اس روایت سے استدلال کیا: فم الصائم حین یخلف من الطعام روزہ دار کے منہ کی بو جب کھانے کی وجہ سے متغیر ہو جاتی ہے۔ ان دونوں روایتوں میں حافظ صاحبؒ نے موافقت پیدا کرتے ہوئے فرمایا: ممکن ہے کہ آپ کا یہ فرمان: حین یخلف اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ بو کے وجود کیلئے منہ ایک جگہ ہے جو اس کے لئے خوشبو کی جگہ بن جائے اور یہی سبب خوشبو کیلئے دوسرے حال میں ہو جائے پس پہلی روایت اس کے موافق ہوگی یعنی قیامت کے دن ایسا ہوگا۔ (فتح الباری ۱۲۸،۴/۱۲۷)

روزہ دار کے منہ کی بو اور شہید کے خون کی خوشبو کا مقابلہ:

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: أطیب من ریح المسك (روزہ دار کے منہ کی بو کستوری کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے)۔ کہ یہ بو شہادت کے خون سے عظیم ہے اس لئے کہ شہید کے خون کو کستوری کی خوشبو سے تشبیہ دی گئی ہے اور خلوف (بو) کا وصف أطیب (زیادہ عمدہ) بیان ہوا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ روزہ شہادت سے افضل عبادت ہے۔ شاید اس سبب کیلئے ہر ایک کی ایک اصل موجود ہے۔ بو کی اصل طاہر ہوتا ہے اور خون کی اصل اس کے خلاف ہے۔ تو جو اصلاً طاہر ہے وہ خوشبو کے اعتبار سے بھی عمدہ ہے۔ [فتح الباری ۴/۱۲۸]

مسافر کیلئے افطار اور قصر کی رخصت اگرچہ سفر میں مشقت نہ ہو مقیم کیلئے عدم رخصت اگرچہ مشقت ہو کی حکمت:

علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں: خوش حال اور آرام و سکون والے مسافر کیلئے حالت سفر میں روزہ افطار اور قصر نماز کی رخصت ہے بخلاف ایسے

مقیم کے جو اگرچہ غایت درجہ کی دشواری میں مبتلا ہو۔ بلاشبہ افطار اور قصر کرنا مسافر کے ساتھ خاص ہے۔ مقیم صرف حالت مرض میں روزہ چھوڑ سکتا ہے یہ چیز شارع کے کمال حکمت سے ہے، چونکہ سفر فی نفسہ عذاب کا ٹکڑا ہے اور بذات خود ایک مشقت اور محنت میں مبتلا کر دینے والا ہے، اگرچہ مسافر زیادہ کھاپی بھی لے پھر بھی وہ سخت اذیت اور مشکل میں مبتلا ہوتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت خاص اور احسان ہے کہ مسافر سے آدھی نماز کی تخفیف اور آدھی کو برقرار رکھا۔ روزے کو حالت سفر میں ساقط کر دیا اور حضر میں اس فریضہ کو ادا کرنے کا حکم دیا۔ جیسا کہ مریض اور حائضہ کیلئے حکم ہے۔ سفر میں روزہ چھوڑنے اور نماز قصر کی اجازت دے کر ان کو عبادت کی منفعت سے بالکلیہ محروم نہیں کیا اور نہ ہی حضر کی طرح سفر میں عبادت کو لازم رکھا۔

حالت اقامت میں بعض واجب کے ساقط ہونے یا اسکے موخر کرنے سے وہی چیز بالکلیہ حکماً بدل نہیں جاتی۔ اگر کسی مشکل یا ضرورت کے تحت کوئی تبدیلی ہو بھی جائے تو اس کا طریقہ اور انحصار اس پر نہیں ہوتا۔ اگر ہر صاحب حاجت کیلئے ایسی صورت جائز ہو اور ہر صاحب مشکل کو رخصت دے دی جائے تو واجب ضائع ہو جائے گا بلکہ ختم ہو جائے گا اگر بعض کیلئے کوئی چیز جائز ہو تو یہ ضابطہ اور قانون نہیں بن سکتا۔ جیسی کسی پر مشکل ہوگی ویسی ہی تخفیف ہوگی۔ اگر کوئی بیمار یا کسی تکلیف میں مبتلا ہے جو اس کیلئے نقصان دہ ہے تو اسے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

اسی طرح نماز بیٹھ کر یا لیٹ کر پڑھنے کی اجازت ہے۔ نماز کی قصر کی بھی یہی مثال ہے۔ اس طرح کسی کو تھکاوٹ کی مشقت بھی ہو سکتی ہے۔ مقصد تو ہر صورت میں یہ ہے کہ جیسی کسی کو مشقت ہے اسے اتنی آسانی بھی دے دی جائے اور عبادت سے بالکلیہ رخصت بھی نہ دی جائے کہ وہ دنیا و آخرت کے فوائد سے محروم ہو جائے۔ شریعت اپنے احکام اور مصالح میں ایک مناسبت سے کام لیتی ہے یہ اللہ کی تعریف اور اس کا احسان ہے۔

[اعلام الموقعین ۱۱۲/۲]

روزے کی تعیین اور نسخ تخییر کی حکمت:

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں: روزے کی فرضیت کے تین مراحب ہیں:

(۱) روزہ فرض ہوا لیکن اختیار کے ساتھ (چاہے کوئی روزہ رکھ لے چاہے تو فدیہ دے دے) (2) فرض ہونے کے ساتھ یہ شرط تھی کہ اگر روزہ دار کھانے (افطاری) سے پہلے سو جائے تو اس پر اگلی رات تک کیلئے کھانا اور پینا حرام ہو جاتا تو یہ دونوں صورتیں منسوخ ہو گئیں (3) یہ وہ رتبہ ہے جس پر شریعت نے قیامت تک کے لئے حکم جاری کر دیا۔ [زاد المعاد ۲/۱۸۳]

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: روزہ ہر کسی پر فرض کر کے اختیار کے حکم کو منسوخ کرنے میں حکمت یہ ہے کہ تعیین والے طریقے کو بقا ہے، یہ تو واضح سی بات ہے کہ جب کوئی شخص روزے کی جگہ فدیہ دے گا تو اسے روزہ ہی کا فائدہ حاصل ہوگا نہ کہ صدقے کا۔ روزے کا مکلف بنا کر ایسا فائدہ پہنچا دیا جو کہ مکمل اور اتم ہے۔ اس لیے کہ ماہ رمضان میں صدقہ کرنا مستحب ہے۔ جب کوئی روزہ بھی رکھے اور صدقہ بھی کرے تو اسے دو فوائد اکٹھے حاصل ہوں گے۔ حالت روزہ میں یہ زیادہ اکمل بات ہے۔ رسول اکرم ﷺ سخی تھے مگر ماہ رمضان میں تو آپ بہت سخاوت کرتے تو پہلی مصلحت (صدقہ کرنے والی) بھی برقرار رہے گی۔ روزہ کو فرض قرار دے کر صدقہ وخیرات کو شریعت نے مستحب قرار دے دیا تاکہ دونوں صورتیں جمع ہو جائیں۔ [مفتاح السعادۃ ۲/۳۳]

فوائد

علماء نے روزے کے فوائد کثیرہ ذکر کئے ہیں بعض نے تو الگ الگ فائدہ ذکر کے دلائل بھی ذکر کیے ہیں بعض نے اجمالاً ذکر کیا ہے۔ انکی جوامع کلام میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) امام عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں: روزے کے فوائد بہت ہیں روزہ رکھنے سے درجات کی بلندی، گناہوں کا کفارہ، شہوات کا خون، صدقات کی کثرت، طاعات کا وافر ہونا، تخلی دنیا میں شکر ربانی، شریعت کی مخالفت اور نافرمانی میں اٹھنے والے وسوسوں کی روک جیسے فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ موصوفؒ نے ایک ایک فائدے کی شرح بھی تحریر کی ہے۔

[مقاصد الصوم لعز الدین بن عبد السلام ص 10]

(2) امام ابن قیم فرماتے ہیں: روزہ سے یہ مقصد اور فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ نفس خواہشات سے رک جاتا ہے، پسندیدہ مرغوبات چھوڑ دیتا ہے، قوت شہوانی تعدیل پر آجاتی ہے، نفس روزے کی سعادت اور نعمت کی انتہائی طلب کیلئے تیار، ابدی زندگی کے بارے نصیحتوں کو قبول کرنے لگ جاتا ہے

روزہ بھوک اور پیاس کی تیزی اور جوش کو ختم کرتا ہے۔ پریشان، بھوکے مساکین کے حال کو یاد کرواتا ہے۔ بندے کے جسم میں شیطان کے چلنے کو تنگ کر دیتا ہے جیسا کہ کھانا اور پینا تنگی سے چلتا ہے (کھانے پینے میں وقفہ بڑھ جاتا ہے) قوت اعضاء کو سست پڑنے سے روکتا ہے جو کہ انسان کی دنیوی اور اُخروی زندگی کیلئے نقصان دہ ثابت ہوتے ہیں۔ ہر عضو پرسکون تمام قوت سرکش ہونے سے رک جاتی ہے۔ بلکہ انسان کو لگام آجاتی ہے، یہی متقین کی لگام ہے۔ باہم جھگڑنے والوں کیلئے ڈھال ہے نیکوں اور مقربین کیلئے تربیت گاہ ہے۔

تمام اعمال میں سے اللہ رب العالمین کے ہاں اسے ایک خصوصیت حاصل ہے (الصوم لی) روزہ میرے لئے ہے۔ یقیناً روزہ دار، طعام، شراب اور شہوت محض اپنے معبود کیلئے ترک کرتا ہے، پسندیدہ نفس اور لذت آفریں چیزیں محبت الٰہی اور رضا رب العالمین کیلئے ایثار کرتا ہے۔ یہی بندے اور رب کے درمیان راز ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا۔ اگرچہ لوگ ظاہراً روزہ کو توڑنے والی چیزوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ مگر کھانا، پینا اور شہوت کو ترک کرنا صرف معبود برحق کی وجہ سے ہے اس پر کسی انسان کو اطلاع نہیں ہوتی یہی حقیقت صوم ہے۔ ظاہری جوارح کی حفاظت اور باطنی قوت میں روزہ کی عجیب تاثیر ہے کہ اگر وہ اعضاء نافرمانی پر مبنی کام شروع کر دیں تو ہلاکت میں پڑ جائیں اور ایساردی مواد (نافرمانی والے کام) جو ہے وہ اس دل کی صحت کو خراب کر دے۔ روزہ دل اور جوارح کی صحت کی حفاظت کرتا ہے۔ اور خواہشات دنیا سے ہٹا کر ہوش وعقلمندی کی آزمائش کیلئے تیار کرتا ہے۔ پس وہ تقویٰ پر بہت بڑا معاون ہے۔

روزے کے فوائد ایسے ہیں جنہیں عقل سلیم اور فطرت مستقیم تسلیم کرتی ہے اللہ مالک الملک نے اپنے بندوں پر رحمت اور احسان کرتے ہوئے انہیں مقرر کیا۔ جوان کے لئے عزت ودین کی حفاظت اور ڈھال کی طرح ہیں۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کی مکمل ہدایت، مقصود کے حصول کی عظمت، اور نفوس پر بڑا آسان ہے۔ جب لوگوں کے نفس اپنی مرغوبات اور شہوت چھوڑنے پر آمادہ ہو گئے جو کہ انتہائی مشکل مراحل تھے۔ اسلام نے اس فرض کو مؤخر کیے رکھا ہجرت کے بعد تک۔ جب نفس توحید، نماز اور قرآنی احکام پر ٹھہر گئے اور خوب عمل کی طرف مائل ہو گئے تو بتدریج ان فرائض کا بھی نفاذ ہوا۔ (زاد المعاد ۲/ ۲۸، ۳۰)

۳۔ ابن عاشور فرماتے ہیں: زمانہ جاہلیت میں امتوں کے احوال بطور خاص اہل عرب کے ایسے تھے۔ کہ وہ لذت بھرے کھانوں، شرابوں، عورتوں، اور خیالتوں سے لطف اندوز ہوتے۔ اور یہ تمام کچھ جسمانی قوت کو بڑھانے جسم میں خون پیدا کرنے میں بہت مددگار ہیں۔ انسان میں حیوانی طبائع سے دو چیزیں پائی جاتی ہیں قوۃ شہوت اور قوت عصبیت۔ یہ دونوں ہی قوت عقلیہ پر غالب آجاتی ہیں۔ شریعت نے روزے کو مقرر کیا جو ایک تہذیب کے ساتھ ان قوتوں پر قابو پاتا ہے۔ جب انسان ہر چیز میں اُفراط سے رک جائے بلکہ ایک تعدیل کے تحت تمام امور بجالائے تو دوسرے اوقات میں یہی چیز اسکے لئے کافی ہو جائے گی۔

[التحریر والتنویر ۱۵۸/۲، ۱۵۹]

روزہ دینی عبادات کی أصل سے ہے

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں: عبادات دینیہ کی بنیاد نماز روزہ اور تلاوت قرآن مجید ہے۔ جیسا کہ صحیحین کی حدیث میں ہے کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کہتے ہیں: میں دن بھر روزہ اور رات بھر قیام کروں گا اور تین دنوں میں مکمل قرآن کی تلاوت کروں گا تو انہوں نے کہا: ہاں (الحدیث) پھر حدیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: کہ یہ عبادات تو معروف ہیں۔

جیسا کہ خوارج کے بارے میں صحیحین میں حدیث میں ہے:

یحقر أحدکم صلاته مع صلاتهم وصیامه مع صیامهم وقراءته مع قراءتهم (الحدیث) تم میں ہر کوئی انکی نماز کے مقابلہ میں اپنی نماز انکے روزے کے مقابلہ میں اپنا روزہ اور انکی قراءت کے مقابلہ میں اپنی قراءت کو حقیر جانے گا (مجموع الفتاویٰ ۱۰/۳۹۱) یعنی ان تینوں عبادات کو دین کی بنیاد قرار دیا گیا اور روزہ بھی انہی سے ہے۔

مصنف آخر میں فرماتے ہیں اور میں (عبداللطیف) بھی کہتا ہوں: یہ حقیری کاوش ہے اللہ کی بارگاہ میں سوال ہے کہ اسے اپنی رضا کیلئے خالص کرلے ہمارے روزے، قیام اور تمام اعمال کو درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

□□□

ہم رمضان المبارک کیسے گزاریں؟

عبداللہ امانت محمدی

روزہ دین اسلام کا بنیادی رکن ہے، جو ہر عاقل وبالغ مسلمان (مردوزن) پر فرض ہے۔ جس کی برکات سے بے شمار لوگ فائدہ اٹھاتے اور اپنی طاقت کے مطابق بخشش کے لیے نیکیاں جمع کرتے ہیں۔ اس کی اہمیت اللہ تعالیٰ کے احکامات اور نبی کریم ﷺ کے فرامین سے بالکل واضح ہے۔ جس میں مسلمانوں کو لیلۃ القدر جیسی عظیم رات اور اعتکاف جیسی عظیم سنت نصیب ہوتی ہے اور روزہ رکھنے والا بے شمار بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک کے احکام ومسائل سیکھ کر نبی ﷺ کے طریقے کے مطابق برکتوں والا مہینہ گزاریں۔

قرآن وحدیث نے روزے کی بہت زیادہ فضیلت واہمیت بیان کی ہے۔ روزں کی فرضیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔" [البقرہ:183]

سیدالمرسلین ﷺ فرماتے ہیں: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے، اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔" (بخاری:8)

اسی طرح سیدنا ابوہریرہؓ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔"

(نسائی:2106)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔ اگر کوئی روزے سے ہو تو وہ فحش گوئی کرے اور نہ شور مچائے اور اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے اور روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی (پہلی خوشی جب) وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسرا) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پاکر خوش ہوگا۔"

(بخاری:1904)

سیدنا سہل بن سعد ساعدیؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں ایک دروازے کا نام "الریان" ہے جس سے داخل ہونے والے صرف روزے دار ہوں گے"

(بخاری:3257)

اسی طرح سیدنا ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے رمضان کے (فرضی) روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ (نفلی) روزے رکھے، وہ شخص ایسے ہی ہے جیسے وہ ہمیشہ روزے رکھنے والا ہے۔" (مسلم:2758)

نبی پاک ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا اس کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا جتنا روزے دار کو ملے گا اور یہ روزے دار کے ثواب میں کمی کے بغیر ہوگا۔" (ترمذی:705)

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری خاتون سے فرمایا: "جب ماہ رمضان آجائے تو تم اس میں عمرہ کرلینا کیونکہ اس میں عمرہ حج کے برابر ہوتا ہے۔" (بخاری:1782)

کتاب اللہ اور رمضان المبارک کا بڑا گہرا تعلق ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''رمضان المبارک وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا۔'' (البقرۃ:185)

دوسرے مقام پر فرمایا: ''یقیناً ہم نے اس قرآن کو قدر والی رات میں نازل کیا ہے، آپ کیا جانیں کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے۔ اس میں ہر کام کو سرانجام دینے کے لیے اللہ کے حکم سے فرشتے اور روح (جبرائیل) اترتے ہیں، یہ رات سراسر سلامتی کی ہوتی ہے اور فجر کے طلوع ہونے تک رہتی ہے'' (القدر:1 تا 5)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''یقیناً ہم نے اس قرآن کو برکت والی رات میں نازل کیا ہے۔'' (الدخان:3)

لیلۃ القدر کا معنی ''عزت و شرف والی رات'' ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے شب قدر کا قیام ایمان اور ثواب سمجھ کر کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے گئے۔'' (بخاری:2014)

رسول اللہ ﷺ نے مزید فرمایا: ''شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔'' (بخاری:2017)

حضرت ابی بن کعبؓ بیان کرتے ہیں: ''شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ اس کی صبح کو سورج کے بلند ہونے تک اس کی شعاع نہیں ہوتی۔'' (مسلم:1785)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے رسول! اگر مجھے شب قدر نصیب ہو جائے تو میں کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي ''اے میرے اللہ! یقیناً تو معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، پس تو مجھے معاف کر دے۔'' (ابن ماجہ:3850)

رسول اللہ ﷺ بھی شب قدر کے لیے بہت زیادہ محنت و کوشش کرتے تھے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ''جب آخری عشرہ داخل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کمربستہ ہو جاتے اور اپنی رات کو زندہ رکھتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔'' (بخاری:2024)

ماہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی سمجھ کر تلاوت کرنی چاہیے اور شب قدر کی تلاش میں آخری عشرے میں خوب محنت کرنی چاہیے۔

رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا اہم ترین عبادات میں شامل ہے۔ سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں: ''نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف کرتے رہے، آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں۔'' (بخاری:2026)

اعتکاف کرنے والا 20 رمضان کو مغرب سے پہلے مسجد میں آجائے اور صبح فجر کی نماز پڑھ کر اپنے خیمے میں داخل ہو۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: ''نبی کریم ﷺ اعتکاف کا ارادہ فرماتے تو صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں جاتے۔'' (ابن ماجہ:1771)

اعتکاف جامع مسجد میں کیا جائے اور خواتین بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہیں۔ ان کے لیے گھر میں اعتکاف بیٹھنے کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اور تم ان عورتوں سے اس وقت جماع نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں حالت اعتکاف میں ہو۔'' (البقرۃ:187)

نبی ﷺ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف بیٹھتی رہی ہیں اور ان کے خیمے مسجد نبوی میں ہی لگتے تھے۔ یاد رہے کہ نہانا، سر میں کنگھی کرنا، تیل لگانا اور فرض غسل کرنا اعتکاف کی حالت میں درست ہے۔ بیمار پرسی کے لیے جانا، کسی کے جنازے میں شریک ہونا اور جماع و ہم بستری کرنا، دوران اعتکاف ممنوع ہے۔ معتکف آخری عشرہ پورا ہوتے ہی اعتکاف ختم کر دے۔

ہمارے ہاں جو معاشرے میں یہ بات رائج ہے کہ اعتکاف سے اٹھنے والے کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے جاتے ہیں۔ خاص طور پر اٹھانے کے لیے خاندان و برادری کے بڑے لوگ آکر ملاقات کرتے ہیں یہ تمام کام اور رسومات بے دلیل ہیں۔ (احکام و مسائل رمضان ص: 70) اللہ تعالیٰ ہمیں اس دفعہ اعتکاف کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

مردوں اور خواتین کو چاہیے کہ ماہ رمضان میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی کوشش کریں۔ نہایت جوش و مسرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہوئے اور رمضان المبارک کے احکام و مسائل سیکھ کر اپنے دل میں تقویٰ پیدا کرتے ہوئے اس کی برکات سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔

سچی توبہ کیلئے سابقہ گناہوں پر احساس ندامت، روزے کی حفاظت، بکثرت تلاوت قرآن مجید، کم سونا اور (سڑکوں اور دوکانوں کی بجائے) عبادت میں وقت لگا کر فائدہ حاصل کیا جائے۔ مسجدوں میں گالی گلوچ اور گندی باتوں کی بجائے ذکر و اذکار کیا جائے۔ نمازیں اول وقت میں ادا کی جائیں اور نماز تراویح میں ذوق و شوق سے شامل ہوا جائے۔

رمضان المبارک کی قدر و قیمت کی طرف بچوں کی رہنمائی کریں اور انھیں آہستہ آہستہ روزے کا عادی بنائیں اور ساتھ ہی انھیں رمضان کے احکام و مسائل اور فضائل کے متعلق بھی بتایا جائے۔ عورتوں کو چاہیے کہ اپنے شوہر کی خوشنودی، اپنے واجبات کا پورا کرنا، بچوں پر رحم و شفقت اور ان کی اچھی تربیت کا خیال رکھیں۔

بے پردگی، مردوں سے باہمی لین دین اور دوکانوں پر گھومنے کی بجائے عبادت میں اپنا وقت استعمال کریں اور غیر محرم سے پردہ کیا جائے۔ ٹی وی، ویڈیو فلموں، گانوں، قوالیوں اور فحش قسم کے ڈراموں سے بچا جائے۔ زکوۃ عید الفطر کی ادائیگی، تکبیرات کہنا، عید کی نماز کے لیے (مرد و زن) کا نکلنا اور نماز سے پہلے کچھ کھالینا بھی سنت سے ثابت ہے۔

روزے کی حالت میں جائز اور ناجائز چیزوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ ''مسواک اور غسل کرنا، بطور علاج جسم سے خون نکلوانا، کلی کرنا، قے آجانا، کنگی کرنا، تیل لگانا، بھیگا ہوا کپڑا سر پر ڈالنا، ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کرنا، بالوں کو مہندی لگانا، تھوک اور بلغم نگل لینا، آنکھ اور کان میں دوا کے قطرے ڈالنا، رمضان المبارک کی راتوں میں بیوی سے تعلق قائم کرنا، ہنڈیا سے نمک وغیرہ چکھنا اور حلق میں مکھی وغیرہ داخل ہوجانا، ان تمام امور سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور یہ کام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (احکام و مسائل رمضان ص: 40 تا 43)

سیدنا ابو ہریرہ ؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی بھول گیا اور کچھ کھا پی لیا تو اسے چاہیے کہ اپنا روزہ پورا کرے، کیونکہ اس کو اللہ پاک نے کھلایا اور پلایا ہے۔'' (بخاری: 1933)

ممنوعات روزہ:

جھوٹ بولنا، شہوت انگیز گفتگو کرنا، شور مچانا، فحش گوئی، غیبت، تہمت طرازی، عیب جوئی، جان بوجھ کر کھانا پینا اور جماع کرنا وغیرہ ہیں''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر جھوٹ بولنا اور دغابازی کرنا نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔'' (بخاری: 1903)

حمل و رضاعت، بیماری اور سفر کی حالت میں روزہ ترک کر سکتے ہیں لیکن بعد میں گنتی کو پورا کرنا ہوگا۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: ''پس تم میں سے جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے۔''
(البقرۃ: 184)

حیض و نفاس کے وقت، عورتوں کا روزے رکھنا اور نماز پڑھنا جائز نہیں، انھیں بعد میں صرف روزوں کی قضا کرنی ہوگی، نماز کی نہیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی حدیث ہے: ان سے سوال کیا گیا کہ کیا حائضہ عورت نماز اور روزے کی قضا کرے؟ تو انھوں نے فرمایا: ''ہمیں رسول اللہ ﷺ کے پاس حیض آتا اور ہم نماز کی قضا نہ پڑھتے اور نہ ہمیں نماز کی قضا پڑھنے کا حکم فرمایا گیا۔'' (ابوداؤد: 262)

رمضان کے مبارک مہینے میں اکثر لوگ بعض غلطیاں کرتے ہیں:
''سحری جلدی کھانا سنت کے خلاف ہے لہٰذا جان بوجھ کر سحری لیٹ کھانا، فجر کی اذان وقت سے پہلے کہنا، بھول کر کھانے پینے والے پر سختی کرنا یا نہ بتلانا، مغرب کی اذان میں تاخیر کرنا، مسواک نہ کرنا، عورتوں کا خوشبو لگا کر نماز تراویح میں شریک ہونا اور نماز تراویح کو جلدی جلدی ادا کرنا وغیرہ ہمیں چاہیے کہ ہر طرح کی غلطیوں اور ممنوعات چیزوں سے بچا جائے۔

(بقیہ ص 8)

مغفرت کے قرآنی راستے

محمد سلیمان شاکر

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ "اور جلدی کرو اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

(آل عمران:133)

قارئین محترم! انسان سے گناہ کا سرزد ہو جانا ایک فطری بات ہے مگر اس پہ نادم اور شرمندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا یہ رحمت الٰہی کی دلیل ہے جیسا کہ سیدنا انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہر بنی آدم سے غلطی ہو جاتی ہے مگر بہترین خطا کار توبہ کرنے والا ہے۔"

(ترمذی رقم الحدیث:2499، ابن ماجہ)

توبہ کی اہمیت سے شناسائی، احساس ندامت اور اقبال جرم کے بعد مغفرت کے طالب حقیقی کی توجہ اس فکر کی جانب مبذول و مرکوز ہوتی ہے کہ وہ کون سے اوصاف حمیدہ اور اخلاق جلیلہ ہیں جن سے متصف ہو کر میں لائق بخشش بن سکتا ہوں۔ میرا شمار اللہ کے ان نیک بندوں میں ہو جائے جن کی سیئات توبہ کے بعد حسنات بن جاتی ہیں۔

مغفرت اللہ کا ایک ایسا عظیم تحفہ ہے جو دنیاوی سکون اور اُخروی نجات کا ضامن ہے۔ ہر انسان ایسے راستوں کا متلاشی ہے جن کی منزل مغفرت الٰہی ہو۔ ایسے عوامل کہ جن کی قبولیت کے بعد بخشش کے پھول ہمارے دامن کی زینت بن جائیں تو اس کے لئے میں نے قرآن مجید کی طرف رجوع کیا اور قرآن مجید میں کم و بیش 232 مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مغفرت کا تذکرہ فرمایا ہے۔

آیئے! ہم کلام مجید فرقان حمید سے ان راستوں کو تلاش کرتے ہیں جو گناہوں سے بخشش دلوانے میں ہماری رہنمائی کریں کیونکہ خود قرآن کریم میں اللہ غفور الرحیم کا حکم ہے: وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ

کبائر سے اجتناب:

قرآن مجید کے بیان کردہ عوامل میں سے پہلا راستہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا "اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچو جن سے تمہیں روکا گیا تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ دور (معاف) کر کے عزت و بزرگی والی جگہ داخل کریں گے۔"

(النساء:31)

شرعی اصطلاح میں ہر وہ گناہ جسے شریعت مطہرہ کی نص صریح سے حرام قرار دیا گیا ہو یا اس کے ارتکاب پر تعزیر و حد عائد کی گئی ہو گناہ کبیرہ کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اپنے خاص فضل و کرم کا اظہار فرماتے ہوئے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ ایسے بڑے گناہ جن سے تم کو روکا جاتا ہے اگر تم اجتناب کر لو گے تو صغیرہ گناہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف فرما دیں گے۔

کبیرہ گناہ کون سے؟

حدیث مصطفیٰ ﷺ کے آئینہ میں ان کبائر کا جائزہ لینا چاہیے جن سے اجتناب مغفرت کی پرسکون راہوں پر گامزن کر دیتا ہے جن سے بچ کے انسان حلاوت ایمان سے شیریں دہن ہوتا ہے جن سے کنارہ کشی اللہ کی جنت کا مستحق بنا دیتی ہے۔ ترک گناہ ہی حصول معرفت کا ذریعہ ہے وہ کام جو میرے رب کو ناپسند ہیں اور جن سے میرا پروردگار اجتناب کا حکم دے رہا

ہے تاکہ ہماری پسند ناپسند کا معیار اللہ کی رضا بن جائے۔ میں وہ احادیث اختصار کے ساتھ عرض کردوں جن میں ان مکروہات ومنوعات کا تذکرہ ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اکرم ﷺ نے کبیرہ گناہوں کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور والدین کے ساتھ بدسلوکی کرنا، جھوٹی گواہی دینا بھی بڑا گناہ ہے یعنی جھوٹ کو دھوکے بازی سے سچ بتانا اور جھوٹی گواہی دینا۔ (صحیح البخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر)

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا: 7 بڑے گناہوں سے بچو تو صحابہ کرامؓ کے استفسار پر فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک، جادو، ناحق قتل، سود، یتیم کا مال ناجائز طریقے سے کھانا، میدان جنگ سے فرار ہونا اور پاک دامن معصوم عورتوں پر بہتان لگانا کبیرہ گناہوں میں شامل ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب المحاربین من اهل الکفر)

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے، میں نے عرض کی واقعی یہ تو بہت بڑا گناہ ہے، اس کے بعد؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو غریبی کے ڈر سے قتل کردے اور اس کے بعد یہ کہ تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے۔'' (صحیح البخاری کتاب التفسیر باب ولا تجعلوا لله اندادا)

الغرض ایسے افعال قبیحہ جن کی مذمت میں سزا، لعنت اور وعید سنائی گئی ہو کبیرہ گناہ کہلاتے ہیں اور ان سے اجتناب دیگر گناہوں کی تکفیر و معافی کا سبب بن کر مغفرت کے راستے ہموار کردیتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ۚ ذَٰلِكَ ذِكْرَىٰ لِلذَّاكِرِينَ ''یقینا نیکیاں برائیوں کو دور کردیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لئے۔'' (ھود: 114)

اس کی صراحت حدیث پاک میں بھی موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیشک پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک، ایک رمضان دوسرے رمضان تک کے گناہوں سے کفارہ کا باعث بن جاتا ہے بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے۔ (صحیح مسلم کتاب الطهارة)

ایمان، ہجرت اور جہاد:

دولت ایمانی سے سرشار ہوکر محض رضائے الٰہی کے لئے تارک الوطن ہونا اور وقت آنے پر اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد فی سبیل اللہ، یہ بھی شاہراہ مغفرت کے ذیلی راستے ہیں جن پر چل کر انسان اپنے گناہوں سے مغفرت کا انعام پاسکتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ''جو لوگ ایمان لائے اور اللہ کی راہ میں ہجرت وجہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دے کر مدد پہنچائی یہی لوگ حقیقی مومن ہیں ان کے لئے مغفرت اور باعزت روزی ہے۔'' (الانفال: 74)

ایمان کیا ہے؟:

ایمان شریعت اسلامیہ کی ایک اہم اصطلاح ہے جو امن سے مشتق ہے۔ لغوی اعتبار سے کسی خوف سے دل کا مطمئن ہوکر خیر عافیت سے ہمکنار ہونے کو ایمان کہا جاتا ہے۔ یہ لفظ اپنے اندر خیر وانعامات اور معنی ومفہوم کے ذخائر سموئے ہوئے ہے۔ مثلاً جب لفظ ایمان فعل لازم کے طور پر آئے تو اس کا مطلب ہوتا ہے ''امن پانا'' اور جب یہ فعل متعدی کے طور پر آئے تو اس کا مفہوم ہوگا ''امن دینا''

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں رقمطراز ہیں: والایمان لغة التصديق وشرعا تصديق الرسول بما جاء به عن ربه وهذا المقدر متفق عليه ایمان لغت میں مطلق تصدیق کا نام ہے اور شریعت میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے رب کی طرف سے جو بھی اصول واحکام دین لے کر آئے ہیں ان سب کی تصدیق کرکے ان کی سچائی کو دل سے قبول کرنا۔ بالفاظ دیگر احکام شریعت کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ایمان کہلاتا ہے۔

جب انسان دنیاوی محبت سے عاری ہوکر حب الٰہی سے دل کو

معمور کرلے تو قلب وباطن کی اس یقینی حالت کو ایمان کہا جاتا ہے۔ جملہ سلف صالحین اس بات پر متفق ہیں: الایمان تصدیق بالجنان (ای القلب) واقرار باللسان وعمل بالارکان یعنی ایمان دل سے تصدیق، زبان سے اعتراف اور اعضاء وجوارح کے ساتھ عمل کا نام ہے۔ امام بخاریؒ ''ایمان'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: وھو قول و فعل ایمان قول وفعل کا نام ہے کیونکہ عمل کا اطلاق ان دونوں پر ہی ہوتا ہے

امام ابن تیمیہؒ کی تشریح:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اقوال اسلاف کی تائید میں بڑی پرمغز وضاحت فرمائی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جنھوں نے ایمان کو قول وعمل کہا ہے ان کے قول سے مراد زبان اور دل کا اقرار اور عمل سے مراد اعضاء وجوارح کا عمل ہے۔ جنھوں نے لفظ قول کو محض ظاہری سمجھا انھوں نے اعتقاد قلب کا لفظ بڑھا دیا۔ جنھوں نے ایمان کو قول، عمل اور نیت سے تعبیر کیا ان کے نزدیک قول میں اعتقاد اور ظاہر دونوں شامل ہیں مگر چونکہ عمل میں نیت کا مطلب نہیں ملتا لہٰذا انھوں نے اسے بڑھا دیا۔ اطاعت رسول ﷺ کا لفظ شامل کرنے والوں کے دل میں یہ خیال تھا کہ اتباع نبویؐ کے بغیر اللہ کے ہاں کوئی عمل بھی قبول نہیں۔ سب کا مقصود نظر اور ماحاصل ایسے افراد کی تردید تھی جو ایمان کو محض قول کا نام دیتے ہیں۔ (مجموع الفتاوی ج 7 ص 171) کیونکہ بقول امام وکیع بن الجراح ولقد اجتراء ابوحنیفۃ حین قال: الایمان قول بلا عمل بیشک امام ابوحنیفہؒ نے یہ کہہ کر بڑی جرات کی ہے کہ ایمان محض قول کا نام ہے عمل کا نہیں۔ (الانتقاء لابن عبدالبر: 138 وسندہ صحیح)

جبکہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ کسی (بقول حافظ ابن حجر عسقلانیؒ حضرت ابوذر غفاریؓ) نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ پر ایمان لانا، پھر پوچھا گیا اسکے بعد؟ فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ، پھر سوال ہوا تو فرمایا: حج مبرور۔ (صحیح بخاری کتاب الایمان باب من قال ان الایمان ھو العمل رقم الحدیث: 26)

الغرض ایمان کا راستہ مغفرت کا راستہ ہے اور ایمان کیا ہے؟ ایمان کی تعریف کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے حقیقی محبت بھی ایمان ہے، آپس میں محض رضائے الٰہی کے لئے محبت کرنا بھی ایمان ہے، کفر کی طرف واپس پلٹنا ناپسندیدگی بھی ایمان ہے، انصار سے محبت بھی ایمان ہے، فتنوں سے دور بھاگنا اور نیکی کی طرف راغب ہونا بھی ایمان ہے، خشیت الٰہی کو دل میں بسانا بھی ایمان ہے، مالک کائنات کی طرف سے اُمید رحمت بھی ایمان ہے اور نا اُمیدی کفر ہے۔ استقامت فی الدین بھی ایمان ہے، نماز کی وقت مقررہ پر ادائیگی بھی ایمان ہے، حیاء بھی ایمان ہے، سلام کا عام کرنا بھی ایمان ہے اور یہی ایمان بخشش کا موجب ہے۔ (جاری ہے)

بقیہ: درس حدیث

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَلَمْ يَعْتَكِفْ عَامًا فَلَمَّا كَانَ فِي الْعَامِ الْمُقْبِلِ اعْتَكَفَ عِشْرِينَ ''رسول اکرم ﷺ آخری عشرے کا اعتکاف کرتے تھے، ایک سال آپ اعتکاف نہ کر سکے تو آئندہ سال آپ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔'' (ابوداود کتاب الصوم باب الاعتکاف ص 432 رقم الحدیث: 2463)

معتکف اور مستحب اعمال:

دوران اعتکاف کوئی مخصوص عبادت یا مخصوص دعا رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ معتکف دوران اعتکاف جس قدر نوافل ادا کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ اس کو فضول باتیں اور لغویات ترک کرنا ہوں گی کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ ''آدمی کے اچھا اسلام ہونے کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ فضول اور لایعنی کاموں کو چھوڑ دے۔ (ترمذی کتاب الزھد باب ماجاء فیمن قسما لا یعنیہ جز 7 ص 66 رقم الحدیث: 2317)

فضول اور لغویات کو ترک کرنا اور خاص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہونا یہی اعتکاف کا اصل مقصد ہے۔ جس سے معاشرہ میں لغویات اور بے مقصد اور فضول باتوں کو ترک کرنے کا اہتمام ہو اور عبادت الٰہی میں مشغول ہونے کو اپنی زندگی کا اصل مقصد بنالیا جائے تو یقیناً وہ معاشرہ امن کی صحیح تصویر پیش کر سکتا ہے۔

نماز تراویح کے فضائل ومسائل

قاری طاہر رشید

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ نماز تراویح پڑھنے کے لیے سونا ضروری ہے، یہ بات درست نہیں۔ البتہ اسے رات کے آخری حصے میں پڑھنا افضل اور بہتر ہے اسی لیے رسالت مآب ﷺ نے فرمایا: فَإِنَّ صَلَاةَ آخِرِ اللَّيْلِ مَشْهُودَةٌ وَذَلِكَ أَفْضَلُ " بے شک رات کے آخری حصے کی نماز حاضری گئی ہے، اور یہ افضل ہے۔" (صحیح مسلم: 755)

ویسے تو رات کی ساری نماز پر ہی لفظ وتر کا اطلاق ہوتا ہے۔ جیسا کہ پیچھے اشارہ گزرا ہے، لیکن نماز تراویح کے آخر میں طاق اعداد میں پڑھی جانے والی نماز کو بالخصوص صلوۃ الوتر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ نماز وتر کی بڑی اہمیت ہے جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے: اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ "وتر ادا کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔" (سنن ابی داؤد: 1422)

رسول اللہ ﷺ سے نماز وتر ایک رکعت، تین رکعات، پانچ رکعات، سات رکعات اور نو رکعات پڑھنا مشروع ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز وتر ایک رکعت پڑھنا درست نہیں ہے جبکہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان موجود ہے: إِنَّ اللهَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ "بیشک اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے" (صحیح مسلم: 2677)

تین رکعات وتر پڑھنے کے دو طریقے ہیں: ایک یہ کہ دو رکعات پڑھ کے سلام پھیر دیا جائے اور پھر ایک رکعت پڑھی جائے۔

(صحیح مسلم: 749)

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ تین رکعات اکٹھی پڑھی جائیں اور آخری تشہد کے علاوہ تشہد میں نہ بیٹھا جائے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے تین رکعات وتر کو مغرب کی نماز کی طرح پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: لَا تُشَبِّهُوا بِصَلَاةِ الْمَغْرِبِ "تین رکعات وتر کو مغرب کی نماز کی طرح نہ پڑھو۔" (مستدرک حاکم: 1137)

پانچ وتر بھی نبی کریم ﷺ نے تین وتروں کی مانند ہی ادا کیے ہیں یعنی پانچویں رکعت کے علاوہ کسی رکعت پر تشہد نہیں کیا۔

(صحیح مسلم: 737)

سات وتر پڑھنے کا نبوی طریقہ یہ ہے کہ ساتوں وتر ایک ہی تشہد کے ساتھ پڑھے جائیں یا پھر چھٹی رکعت پر بغیر سلام کے تشہد کیا جائے اور پھر ساتویں رکعت کے تشہد پر سلام پھیرا جائے۔

(سنن نسائی: 18، 1719)

آپ ﷺ نے نو وتر اس طرح ادا کیے کہ آٹھویں رکعت پر بیٹھتے اور سلام پھیرے بغیر ہی کھڑے ہو جاتے پھر نویں رکعت پر سلام پھیرتے۔

(صحیح مسلم: 746)

نبی اکرم ﷺ سے نماز وتر کے بعد بھی دو رکعتیں پڑھنا ثابت ہے۔ (صحیح مسلم: 738)

یاد رہے کہ ایک بار وتر پڑھ لینے کے بعد اسی رات میں دوبارہ وتر ادا نہیں کیے جا سکتے کیونکہ آپ ﷺ نے فرمایا: لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ "ایک رات میں دو مرتبہ وتر نہیں ہیں۔" (سنن ابی داؤد: 1439)

اگر کسی شخص کے رات کو وتر رہ جائیں تو وہ نماز فجر سے نماز ظہر کے درمیان ان کی قضائی دے سکتا ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے: مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِهِ أَوْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ فَقَرَأَهُ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ كُتِبَ لَهُ كَأَنَّمَا قَرَأَهُ مِنَ اللَّيْلِ "جو شخص اپنا رات کا وظیفہ کیے بغیر ہی سو گیا، پھر وہ اسے فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے، تو اس کیلئے ایسے ہی لکھا جاتا ہے گویا کہ اس نے

رات کو ہی پڑھا ہے۔" (صحیح مسلم:747)

تین رکعات صلوۃ الوتر کی پہلی رکعت میں سورۃ الاعلیٰ، دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون اور تیسری رکعت میں سورۃ الاخلاص پڑھنا مسنون ہے۔ (سنن ابن ماجہ:1171)

نماز وتر میں آپ ﷺ قنوت رکوع سے پہلے کیا کرتے تھے۔ سیدنا ابی بن کعب ؓ فرماتے ہیں: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوْتِرُ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ رسول اللہ ﷺ رکوع سے پہلے دعائے قنوت کرتے تھے۔

(سنن ابن ماجہ:1182)

قنوت وتر ہاتھ اٹھا کر مانگنا آپ ﷺ سے ثابت نہیں اور قنوت وتر کی ثابت شدہ دعاؤں میں سے ایک دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ "اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں میں شامل کر لے جو ہدایت یافتہ ہیں اور مجھے عافیت دے کر ان بندوں میں شامل کر لے جو عافیت والے ہیں اور مجھے اپنا دوست بنا کر ان اشخاص میں شامل کر لے جنہیں تو نے اپنا دوست بنایا ہے اور جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں برکت ڈال دے اور اس شر سے مجھے بچا لے جس کا تو نے فیصلہ فرمایا ہے، بے شک تو فیصلہ کرتا ہے تجھ پر کسی کا حکم نہیں چلتا، وہ شخص کبھی ذلیل نہیں ہو سکتا جس کا تو دوست بن جائے اور وہ شخص کبھی عزت نہیں پا سکتا جس کا تو دشمن بن جائے، اے ہمارے رب! تو بڑا بابرکت اور بلند و بالا ہے۔"

(سنن ابی داؤد:1425)

اس دعا کے آخر میں نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ اور وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ کے الفاظ مسنون نہیں۔ البتہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ کے الفاظ پڑھنا صحابی رسول حضرت ابی بن کعب ؓ سے ثابت ہیں۔

(صحیح ابن خزیمہ:1100)

وتروں کے بعد نبی ﷺ دو بار آہستہ اور تیسری مرتبہ با آواز بلند، لمبا کر کے مندرجہ ذیل کلمات پڑھتے: سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ "پاک ہے بادشاہ، نہایت پاک" (سنن نسائی:1699)

ان کے بعد ایک مرتبہ کہتے: رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ "جو ملائکہ اور روح (جبریل امین) کا رب ہے۔"

(سنن کبری بیہقی:4862)

نوٹ

جس طرح فرضی نماز کے بعد نفلی نماز ہو سکتی ہے اسی طرح نفلی نماز (صلاۃ اللیل) کے بعد فرضی نماز بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

(صحیح بخاری:700)

اللہ تعالیٰ ہمیں ماہ رمضان میں دیگر اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ نماز تراویح کی اہمیت و فضیلت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کتاب و سنت کے مطابق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دعائے مغفرت

جماعتی حلقوں میں یہ خبر بڑے حزن و ملال سے پڑھی جائے گی کہ محمد نواز ساجد فاضل جامعہ اہلحدیث لاہور کے والد محترم مختصر علالت کے بعد 29 جون بروز اتوار کارڈیالوجی ہسپتال میں قضائے الٰہی سے وفات پا گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم انتہائی نیک و صالح، خوش خلاق، مہمان نواز، صف اول کے نمازی، تہجد گزار اور قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کرنے والے انسان تھے۔

مرحوم کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا عنایت اللہ امین نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں علماء و دیگر سیاسی و مذہبی شخصیات نے شرکت کی۔ ہم برادرم محمد نواز ساجد کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے والد محترم کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کے ساتھ اجر عظیم سے بھی نوازے۔ آمین

(دعا گو: حافظ عبدالخالق خطیب گوجرانوالہ، وقار عظیم بھٹی میر محمدی)

جماعتی خبریں

جمعۃ المبارک کے اجتماع سے حضرت الامیر کا فکر انگیز خطاب

رمضان المبارک نیکیوں کا موسم بہار اور بخشش و مغفرت کا خزینہ ہے۔ اس کے روزے فرض کرنے کا بنیادی مقصد اولادِ آدم کو جہنم سے آزاد کرنا اور ان کے دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہے، ان خیالات کا اظہار جماعت اہلحدیث پاکستان کے امیر شیخ الحدیث والتفسیر حافظ عبدالغفار روپڑی نے 4 جولائی کو جمعۃ المبارک کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

انھوں نے مزید کہا کہ رمضان اللہ کا مہمان ہے، حصول جنت کا بہترین ذریعہ ہے مگر افسوس مسلمانوں نے نہ صرف اس کی قدر نہیں کی بلکہ کھلے عام بازاروں میں اس کے احترام کی دھجیاں اُڑا رہے ہیں۔ ایک وہ دور تھا جب یہودی اس مقدس ماہ کا احترام کرتے ہوئے اپنے بچوں کو کھلے عام بازاروں میں کھانے پینے سے منع کرتے تھے مگر افسوس آج مسلمانوں کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں انھیں حدود اللہ کا ذرا بھی پاس نہیں رہا۔ کیسے عجیب مسلمان ہیں کہ غیر مسلم کے تہواروں میں خورد و نوش کی قیمتوں میں تو کمی کریں مگر جب اللہ کا مہمان رمضان آئے تو اشیائے ضروریہ کی قیمتیں اس قدر بڑھا دیں کہ عام آدمی کی دسترس سے بھی بالاتر ہو جائیں حکمران ہوش کے ناخن لیں ورنہ قیامت کے روز پچھتائیں گے اور اس دن ان کا پچھتاوا کسی کام نہیں آئے گا۔

درس قرآن

مورخہ 4 جولائی بروز جمعۃ المبارک جامعہ اہل حدیث چوک دالگراں لاہور میں شام 6 بجے شاندار افطاری پروگرام کے بابرکت موقع پر مناظر اسلام حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے "تربیت اولاد میں والدین کا اہم کردار" کے عنوان پر شاندار خطاب ارشاد فرمایا۔

انھوں نے کہا جہاں اولاد کی اچھی خوراک، لباس و دیگر ضروریات کا خیال رکھتے ہیں وہاں ان کی تعلیم و تربیت کا خاص طور پر اہتمام کرنا بھی والدین کی اہم ذمہ داری ہے۔ تربیت اولاد میں بنیادی چیز یہی ہے کہ ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی جائے انھیں اسلامی شعائر کو اپنانے اور شیطانی ہتھکنڈوں سے بچنے کے لیے قرآنی اصول و ضوابط سے آگاہ کیا جائے اور ان کے دلوں میں قرآن کی محبت کو اجاگر کرنے کے ساتھ سنت نبوی ﷺ پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اولادوں کی تربیت اسلامی ماحول میں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

(رپورٹ: وقار عظیم بھٹی میر محمدی)

مولانا محمد سلیمان شاکر کا دورہ فاروق آباد

ناظم تبلیغ مولانا حافظ محمد رفیق طاہر کے مرتب کردہ تبلیغی پروگرام تشکیل سے انعقاد تک انفرادی حیثیت کے متحمل ہوتے ہیں اسی طرح اظہار تشکر سیمینار بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی تھا۔ جس میں تین اضلاع کے یونٹس کو دعوت دی گی اور صوبائی ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر کو بالخصوص مدعو کیا گیا۔ یکم جون بروز اتوار گوجرانوالہ سے علماء کا وفد صوبائی ناظم کی قیادت میں فاروق آباد کو عازم سفر ہوا، نوشہرہ ورکاں میں حضرت مولانا حافظ محمد ادریس گوہڑوی حفظہ اللہ سے ملاقات میں اہم معاملات پر تبادلہ خیال کرتے ہوئے قافلہ منزل مقصود کی طرف رواں ہوا، صاحبزادہ ابوبکر صدیق نے دیگر رفقاء کے ساتھ بھرپور استقبال کیا۔

تلاوت و نعت کے بعد خطابات کا سلسلہ شروع ہوا۔ نائب ناظم تبلیغ ضلع گوجرانوالہ عامر یزدانی اور امیر گوجرانوالہ مولانا غازی عباس ضیاء کی گفتگو کے بعد ناظم اعلیٰ مولانا محمد سلیمان شاکر اور مولانا منظور احمد کے خطابات نے حاضرین محفل کو گرما دیا۔ امیر ضلع شیخوپورہ مولانا عبدالحمید سلفی اور حافظ محمد رفیق طاہر صاحبان نے آنے والے معزز مہمانان گرامی کا شکریہ

ادا کیا، حاضرین کے لئے پر تکلف ظہرانے کا اہتمام تھا۔

یہاں سے فراغت کے بعد یہ قافلہ استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالرزاق سعیدیؒ کے فرزند ارجمند جناب مولانا حافظ شاہد کی پر اخلاص دعوت پر جامعہ رحمانیہ جو کہ الشیخ السعیدیؒ کی عظیم علمی یادگار ہے وہاں پہنچا۔ ادارے کی ہر اینٹ حضرت کی مجاہدانہ محنتوں کی معلن نظر آ رہی تھی، دیگر اساتذہ کرام کے ہمراہ جامعہ کا وزٹ کیا اور دعاؤں کے ساتھ یہاں سے اعوان بھٹیاں کی طرف روانہ ہوئے۔ ولی کامل حافظ سیف اللہ انجم سے ملاقات اور مختلف روحانی مسائل پر تبادلہ خیال نے تمام علماء کو اشکبار کر دیا۔ اصلاح امت اور خاتمہ بالخیر کی دعاؤں کے اصرار سے ایک پر سکون سماں بن گیا۔ حضرت سے اجازت کے بعد موضع ہرچند میں فضیلۃ الشیخ عبدالرشید العاصم سے ملاقات کر کے یہ وفد واپس گوجرانوالہ پہنچ گیا۔

(شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہلحدیث پنجاب)

حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ کا دورہ ضلع اوکاڑہ

گذشتہ دنوں ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہل حدیث پاکستان مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے جماعتی سرگرمیوں کے حوالہ سے ضلع اوکاڑہ کا دورہ کیا اور جماعت کے مرکزی رہنما مولانا خوشی محمد بھٹی سے تفصیلی ملاقات کرتے ہوئے جماعتی امور پر تبادلہ خیال کیا اور تمام جماعتی احباب کو محنت و کاوش سے بھرپور جماعتی سرگرمیوں کو منظم طریقے سے چلانے کی ہدایات جاری کیں۔

اس کے علاوہ ضلع اوکاڑہ کے قصبہ بصیر پور کے قریب چک فقیریا میں قرآن وسنت کانفرنس سے آئمہ اربعہ کے نزدیک حدیث کی اہمیت کے تحت بڑے علمی انداز میں ثابت کیا کہ کتاب وسنت ہی ایک ایسی چیز ہے جس میں غلطی کی گنجائش ہرگز نہیں باقی ہر علم میں چاہے فقہ ہو اس میں تضاد اور غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے جس کو انھوں نے مختلف دلائل پیش کیے

مولانا محمد اسلم صادق کو صدمہ

گذشتہ دنوں مولانا محمد اسلم صادق کی قریبی عزیزہ وفات پا گئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مفسر قرآن حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں اہل علاقہ نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

(منجانب: شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہلحدیث ضلع اوکاڑہ)

مبارکباد

ہم شکرگزار ہیں حافظ عبدالغفار روپڑی حفظہ اللہ امیر جماعت اہل حدیث پاکستان، حافظ عبدالوحید روپڑی سرپرست جماعت اہلحدیث پاکستان اور حافظ عبدالوہاب روپڑی حفظہ اللہ ناظم الامور السیاسیہ جماعت اہلحدیث پاکستان کے جنھوں نے بے لوث، نیک و صالح شخصیت حافظ عبدالوحید شاہد روپڑی حفظہ اللہ کو جماعت اہل حدیث پنجاب کا امیر نامزد کیا ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ خدمت اسلام کی توفیق بخشے۔ (آمین)

تحریک حرمت رسول ﷺ کا ہنگامی اجلاس

امریکہ کی طرف سے تحریک حرمت رسول ﷺ پر لگائی جانے والی پابندیوں کے خلاف 28 جون بروز ہفتہ بعد نماز ظہر مرکز القادسیہ میں اجلاس منعقد ہوا، جس میں مولانا شاہد محمود جانباز نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تحریک حرمت رسول ﷺ پر پابندی لگانا بھی توہین رسالت کے مترادف ہے۔ ہم کٹ تو سکتے ہیں مگر رسول اللہ کی توہین برداشت نہیں کر سکتے۔ انھوں نے میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا حکومت وقت سے مطالبہ ہے کہ وہ امریکی سفیر کو ملک بدر کرے۔

تبلیغی و اصلاحی سحر پروگرامز

جماعت اہل حدیث لاہور کے زیر اہتمام رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں اور مقدس گھڑیوں میں مختلف مساجد میں جلیل القدر علمائے کرام کے تبلیغی و اصلاحی سحر پروگرامز کا انعقاد کیا ہے جو کہ یکم رمضان سے لے کر 30 رمضان جاری رہیں گے۔

(شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہل حدیث لاہور)

اشاعتِ دین کا عظیم مرکز

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور

تعاون کی خصوصی اپیل

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ملک کا عظیم و منفرد ادارہ ہے جس کی طرف سے دینی لٹریچر چھپوا کر بڑے پیمانے پر مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اب تک مختلف مسائل پر 415 سلسلہ ہائے تبلیغ لاکھوں کی تعداد میں تقسیم کئے جا چکے ہیں۔ دین حقہ کی اشاعت کا یہ سب کام آپ جیسے مخیر احباب کے رضا کارانہ تعاون سے انجام دیا جا رہا ہے۔

جامعہ محمدیہ اہل حدیث

ادارہ ہذا کے تحت علاقہ کی معروف درسگاہ جامعہ محمدیہ اہل حدیث بھی قائم ہے۔ محنتی اور فرض شناس اساتذہ تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

شعبہ خدمت خلق

ادارہ ہذا کے تحت شعبہ خدمت خلق قائم ہے۔ جس کے تحت علاقہ کے غریب لوگوں کے گھروں کی تعمیر، موٹر پمپ، ہینڈ پمپ کی تنصیب، غریب مریضوں کے علاج میں اعانت اور غریب طلباء کی اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مدد کی جاتی ہے۔

اپیلِ تعاون

مخیر احباب سے پرزور اپیل ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں خصوصی طور پر زکوٰۃ و صدقات مدے ترجیحی بنیادوں پر تعاون بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

بذریعہ بینک

حبیب بینک جام پور اکاؤنٹ نمبر 1107-00166008-03 بنام ادارہ تبلیغ اسلام اہل حدیث

مسلم کمرشل بینک جام پور اکاؤنٹ نمبر 1142-0201000493-9 بنام جمعیت اہل حدیث جام پور

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بذریعہ ڈاک

مولانا محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور
0333-8556473

WEEKLY
TANZEEM AHL-E-HADITH CPL-104
LAHORE

سلف صالحین سے دینی کام کا علمبردار

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف: جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد للہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 28 قابل اور محنتی اساتذہ کرام تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ: حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی، رئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی (تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ۔ تجدید تاسیس: 1914ء لاہور)

شعبہ جات: جامعہ ہذا نوشعبوں پر مشتمل ہے: (1) تحفیظ القرآن الکریم (2) درس نظامی (3) وفاق المدارس السلفیہ (4) دار الافتاء (5) تصنیف وتالیف (6) فن مناظرہ (7) دعوت والارشاد (8) کمپیوٹر لیب (9) طب اور اس کے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے کے مواقع: جامعہ اہلحدیث کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع

وظائف: ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچ جس میں طلبہ کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت ایک کروڑ دس لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ: اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی و رہائشی بلاک، کچن اور ڈائننگ ہال مکمل ہو چکے ہیں، جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ روپے ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اس لیے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 7-0286-0107066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور، پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی | ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور 0300-9476230/042-37656730